إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

الحکم

نمبر ۱۱ ۔ جلد ۱۵

قادیان دارالامان

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر پرنٹر پبلشر چھپکر شایع ہوا۔

اور پھر انکی اجازت سے جو کچھ وہ حکم دیتے کرتے۔ میں مانتا ہوں کہ ان میں سے جو بھی شامل ہوئے ہوں وہ اعلائے کلمۃ الاسلام کے خیال سے ہوئے ہوں گے۔ لیکن کیا وہ اس سے پہلے بطور خود نیکی کرتے تھے۔ جو زیادہ مفید اور مبارک تھا۔ پھر اس میں شمولیت کی کیا حاجت تھی؟

مولوی ثناء اللہ صاحب ہمارے سلسلہ کے بدگو دشمن ہیں۔ مگر انکی دشمنی یہ اجازت نہیں دیتی کہ اگر وہ بھلی بات کہیں تو اس کو بھی رد کر دیا جاوے۔ انہوں نے عید میلاد کے برخلاف اپنی آواز بلند کی ہے۔ اور ضرورت ہے کہ وہ خاموش نہ ہوں جب تک مسلمانوں کو اس کے بد نتائج سے آگاہ نہ کیا جاوے۔

بالآخر میں پھر کہتا ہوں کہ یہ عید میلاد اسی قسم کی بدعت ہے جیسے کسی مسلمان نے قرآن مجید کا اردو ترجمہ بدوں اصل کلام مجید کے چھاپنا چاہا تھا۔ جیسے اسکے نتائج بالآخر نہایت نقصان رساں تھے۔ اس کا انجام بھی بہت برا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ رکھے۔ (آمین)

عید میلاد کے مجوزین اگر مسلمانوں کے حقیقی بہی خواہ ہیں تو وہ آئندہ اس تحریک کو بند کریں۔ ورنہ ضرورت ہوگی۔ کہ اسکی عام مخالفت کیجاوے۔

مراد ما نصیحت بود کردیم

ہمارے دوست مجھ سے ناراض نہ ہوں کہ میں نے انکا ذکر کیوں کر دیا۔ وہ میری شخصیت کو درمیان سے اٹھا کر یہ سوچیں کہ میں نے جو کہا ہے وہ درست ہے یا نہیں؟ ہمارے امام نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فنا تھا۔ اور جسکی نسبت ہمارا ایمان ہے کہ وہ آپ کی اتباع کا کامل نمونہ تھا۔ کبھی عید میلاد نہیں منائی۔ اور اگر یہ کوئی عمدہ چیز ہوتی تو وہ سب سے پہلے اسکی تحریک کرتا۔

پھر آپ کے بعد آپ کے جانشین اور خلیفہ بلا فصل حضرت امیر المومنین سیدنا نورالدین جو اپنے آقا کی محبت میں فنا ہے۔ وہ کبھی اس کو نہ چھوڑتا۔ مگر اس نے اس قسم کی تحریک کی خبر سن کر

سخت اظہار ناپسندیدگی کیا ہے

اور میں شعر پڑھتا جو میں نے کسی دوسری جگہ سعدی کا لکھا ہے۔

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفیٰ

ہمارا امام میرا یار مولوی ممتاز علی صاحب نہیں ہے کہ ان کے منہ سے ایک بات نکلے تو اسے بدوں غور کئے یا اپنے امام کے حضور عرض کئے بغیر ہم اس کو اختیار کر لیں حالانکہ ہم اس امر کو صریح دیکھتے ہوں کہ اسلام میں اس کی نظیر نہیں۔ یہ لوگ مذہب کو دنیا کا خادم بنانا چاہتے ہیں۔ سچا لیکن دنیا دین کی خادم ہے۔ پھر وہ قوم جو دنیا پر دین کو مقدم کرنیکا عہد کرتی ہے ان چمکیلی تحریکوں میں کیوں شریک ہو۔ مسلمانوں کے امور اور اکیہ اور ہیں۔ اور اگر ان میں شامل ہو کر مذہب کو صدمہ پہنچتا ہو تو خوب یاد رکھو کہ

ہماری آواز اسکی مخالفت میں قادیان سے اٹھے گی!

اور کوئی روک اس کے لئے نہ ہو گی۔ میں جانتا ہوں کہ یہ نئی روشنی کے لیڈر اس رائے کے اظہار پر بہت کچھ تلملائیں گے۔ مگر وہ یاد رکھیں اور پھر یاد رکھیں کہ

وہ مسلمانوں کے مذہبی امام نہیں ہیں

عام مسلمانوں کی بڑی غلطی ہوگی اگر وہ انہیں مجتہد سمجھ بیٹھیں جو قربانی کے بجائے حجاز ریلوے میں روپیہ دیدینا کافی سمجھ لیں۔ یا جو پانچ نمازوں کی بجائے دو ہی کافی سمجھیں۔ اور جمعہ کی بجائے اتوار کو موزوں خیال کریں۔ ان کے کوٹ اور پتلونیں ہماری نظر میں کوئی رعب نہیں پیدا کر سکتیں ہیں۔ اور نہ انکے لمبے چوڑے نام اور القاب ہمیں اپنی طرف کھینچ سکتے ہیں۔ ہاں دنیا کے امور میں انہیں "تم دنیا کے امور خوب جانتے ہو" کہہ کر انکی بات مان لینے میں مضایقہ نہیں کرتے۔ مگر دین کے معاملہ میں

رہنمائی کا منصب نہیں دیسکتے

اسی لئے بار بار کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کو ایک امام کے ماتحت آنا چاہیئے۔ جب تک وہ ایسا نہیں کریں۔ انکی کوئی کل سیدھی نہیں ہونے کی۔

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی توجہ طلب

ہمارے ضلع کے بیدار مغز ڈپٹی کمشنر آجکل میجر السٹ صاحب ہیں جو اس سے پہلے بھی اس ضلع میں رہ چکے ہیں۔ میجر السٹ رعایا کے ساتھ خصوصاً ہمدردی رکھنے والے ہیں۔ اور ہر شخص انکے حضور اپنی شکایات اور تکلیفات کو آسانی سے بیان کرنیکا موقعہ پا سکتا ہے۔ آپ نے آتے ہی بعض خاص انتظام کئے ہیں۔ اور تمام قصبات میں منادی کرادی ہے کہ جو شخص انہیں ملنا چاہے وہ ایکدن مقرر پر مل سکتا ہے۔ کونین کی تقسیم کے متعلق بعض بے اعتدالیاں ہوئیں تھیں آپ نے فوراً اسپر نوٹس لیا۔ اور جو لوگ نہیں لینا چاہتے تھے۔ اور انہیں جبراً دی گئی تھی انکو قیمت واپس دیگئی۔ غرض وہ ایک غور کن طبیعت کے مالک ہیں۔ اور الحکم پہلی دفعہ انہیں بحیثیت ڈپٹی کمشنر گورداسپور اپنے ناظرین سے انٹروڈیوس کرتا ہے۔ میجر السٹ کی خدمت میں سب سے پہلے جس امر کو میں پیش کرتا ہوں وہ بٹالہ سے قادیان تک کی سڑک کی درستی ہے۔ اور سڑک کا جو ٹکڑا قادیان تک ہے وہ تو ایسی ناگفتہ بہ حالت میں ہے کہ اگر اس پر فوری توجہ نہ کی گئی تو کسی جانی نقصان کا اندیشہ ہے بارشوں کی کثرت کیوجہ سے یہ حصہ بالکل خراب ہوگیا ہے اور پہلے ہی اسکی طرف بہت کم توجہ ہے۔ یہ ٹکڑا جگہ جگہ سے ٹوٹ کر ایسی حالت میں ہوگیا ہے کہ خشکی کی حالت میں اس پر یکوں کا چلنا خطرہ سے خالی نہیں ہوتا۔ اور اب جبکہ وہ زیر آب ہے پتہ ہی نہیں چلتا کہ کس طرح یکہ چلے۔ چونکہ قادیان اصل میں یہ سلسلہ کا مرکز ہے۔ اور یہاں کے ہائی سکول اور اخبارات کی کثرت اشاعت اور ہر قسم کے تجارتی امور کیوجہ سے آمد و رفت بہت زیادہ ہے۔ ڈاک کی آمد بھی یکہ کے ذریعہ ہوتی ہے۔ اسلئے اگر اس سڑک کو درست نہ کرایا گیا۔ تو سخت نقصان ہوگا۔ ڈسٹرکٹ بورڈ نے بھی ابھی تک کوئی توجہ نہیں کی اسلئے مجبوراً میں اسے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے نوٹس میں لاتا ہوں اور استدعا کرتا ہوں کہ حضور بہ نفس نفیس اس حصہ کو ملاحظہ فرماویں بدوں اس کے اسکی اصلاح کی بہت کم توقع ہے کیونکہ اس کیساتھ ایک ضروری امر اور بھی ہے اور وہ اس پانی کے نکاس کا انتظام ہے جو بارش کیوجہ سے ہمیشہ قادیان کے گرد محیط رہتا ہے۔ مجھے ایک مرتبہ اپنے بعض احباب کیساتھ مسٹر سی ایم کنگ سابق ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے حضور اس معاملہ پر گفتگو کرنیکا موقعہ ملا تھا اور صاحب ممدوح نے پانی کے نکاس کیطرف توجہ کرنیکا وعدہ کیا تھا۔ مگر وہ کثرت کار یا دوسری مصروفیتوں کی وجہ سے نہیں آسکے۔ اور شاید قدرت نے یہ کام میجر السٹ کیلئے رکھا ہو۔ قادیان اس ضلع میں کیا تو تعلیمی اور رفاہ عام کاموں کا مرکز ہونیکی وجہ سے اور کیا اس لحاظ سے کہ وہ گورنمنٹ کی ایک مسلم وفادار مذہبی تحریک کا مرکز ہے خاص اہمیت رکھتا ہے ان تمام امور کو مدنظر رکھکر میرا یہ عرض کرنا بیجا نہیں کہ قادیان کی مقامی ضروریات حضور کے نوٹس میں آنی چاہئیں۔ اور ان تکلیفات کو دور کیا جاوے۔ جو بہ حیثیت ضلع کے ذمہ دار افسر کے آپکا فرض ہے میں امید کرتا ہوں کہ میجر السٹ کی بیدار مغزی اور رفاہ عام کاموں میں دلچسپی قادیان کے رہنے والوں کو شکر گذاری کا خاص موقعہ دیگی۔

سادہ سنگت کی تبلیغ اسلامی دنیا میں

ناظرین الحکم کو معلوم ہے کہ ایک اشتہار عربی اور فارسی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق عنقریب شایع ہونیوالا ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی منظوری اور ارشاد کے ماتحت لکھا گیا ہے۔ یہ بہت بڑا اشتہار ہے اور دس ہزار چھاپا جا رہا ہے اسکی اشاعت اور طبع کیلئے تین سو روپیہ کے قریب خرچ ہوں گے۔ احباب کو مناسب ہے کہ اس کار خیر میں بقدر اپنی ہمت اور توفیق کے حصہ لیں اس قسم کے کام صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر ایک سعادتمند روح نے بھی اسے پڑھ کر فایدہ اٹھایا تو آپ جانتے کہ اسکے اعمال نیک کے آپ ہی وارث ہونگے۔ حضرت کا الہام ہے کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہونچاؤنگا۔ پس مبارک ہیں وہ انسان جو اس الہام کے پورا کرنے والوں میں ہوں۔

ہر قسم کا چندہ اس اشتہار کیلئے سکرٹری سادہ سنگت قادیان کے نام آنا چاہیئے +

عید میلاد یا مذہب بزنگ فیشن

بدقسمتی سے مسلمانوں کے لیڈر وہ لوگ ہونا چاہتے ہیں ۔ یا مسلمانوں کی ناواقفیت اور جہالت سے فایدہ اٹھاکر انہوں نے مسلمانوں کی رہنمائی کا کام اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے ۔ جو مذہب اسلام سے دلچسپی اور مذاق نہیں رکھتے اور مذہب کو انسانی ترقی کے مخالف سمجھکر اس زمانہ میں کم ازکم اس کی ضرورت نہیں سمجھتے یا یہ کہ وہ مذہب کو ایسے طریقہ پر پیش کریں ۔ جو انہوں نے ایجاد کیا ہو ۔ اور جس پر یورپی فیشن کا ملمع ہوچکا ہو ۔

اسی قسم کی کوششوں میں سے وہ عید میلاد ہے جو لاہور میں منائی گئی ۔ اور جس کی تحریک دوسری جگہ بھی ہوئی ہے ۔ اگر اس نرالی بدعت کو روکا گیا اور اس کے خلاف آواز نہ اٹھائی گئی تو آئندہ اندیشہ ہے کہ اس سیلاب میں مسلمان بہ جائیں ۔

میں نے خود ایک میلاد نمبر شایع کیا ہے مگر نہ اس مخصوص تاریخ پر جو عید میلاد کیلئے مقرر کی تھی ۔ اور نہ اس غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجلس میلاد پر جو فتوی دیا ہے وہ بجائے خود قایم اور درست ہے ۔ لیکن اس کو عید میلاد سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں جو محض نمایش کیلئے اور چند آدمیوں نے اپنی شہرت یا دوسرے اغراض کو مدنظر رکھکر بزنگ تحریک منائی ہے ۔ اسلام اخلاص کی تعلیم دیتا ہے نہ ریاکاری کی ۔

عید میلاد کے مجوزین نے اس عید کو اسی رنگ میں منایا ہے ۔ جس رنگ میں سیواجی مرہٹے کا میلا ہوتا ہے اس نوعیت اور رنگ میں عید میلاد ایسی بیہودہ چیز ہے کہ آں حضرت صلعم کے زمانہ میں اگر کوئی ایسی بدعت کا اظہار کرتا تو اسے سخت سزا دیجاتی ۔ مجوزین عید میلاد میں میں ایسے آدمیوں کو جانتا ہوں جو کثرت ازدواج کو نعوذ باللہ زنا کہتے ہیں ۔ اور اس طرح گویا نعوذ باللہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بابرکات ذات پر حملہ کرتے ہیں ۔ اس کے علاوہ اور بہت سی باتیں ہیں جنہیں باوجود مسلمان کہلانیکے عملی یا اعتقادی طور پر نہیں ملنتے اور اگر ان مجوزین میں سے کوئی میدان میں آیا تو اسکی حقیقت کو بیان کردیا جائیگا ۔ سردست مجھے یہ بتانا ہے کہ یہ اور ایسی قسم کی دوسری کوششیں جنکو مذہبی رنگ دیا جاتا ہے ۔ مذہب کیساتھ کوئی تعلق نہیں رکھتی ہیں ۔ بلکہ

سچے معنوں میں مذہب کی ہنسی اُڑائی جاتی ہے ؟

ایڈیٹر الحکم اس امر کے بیان کرنے میں مضایقہ نہیں پاتا کہ یہ مراسم ادا کرنے والے لوگ جب آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر دوسرے رنگ میں ہنسی اڑاتے ہیں ۔ تو ان کی یہ نمایش کیا مطلب رکھتی ہے ؟

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے فی الواقعہ اگر محبت ہے ۔ اور آپ کی قابل قدر خدمات اور مساعی کے لئے اگر ان کے دل میں جوش ہے تو اس کے لئے ایسی نمایشگاہ کے قایم کرنے کی حاجت نہیں بلکہ

> از عمل ثابت کن آں نورے کہ در ایمان تست
> دل چو دادی یوسفے را راہ کنعاں را گزیں

ایڈیٹر پیسہ اخبار صاحب نے یورپ اور امریکہ کا سفر تو کیا ۔ مگر انہیں اتنی توفیق نہ ہوئی کہ وہ اس سفر میں بیت اللّٰہ کی ہی زیارت کرلیں ۔ اسی سے اس محبت کا اظہار ہو سکتا ہے جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم [illegible] قرآن مجید نے بتایا تھا ۔ قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ ۔ ایک اسم مصطفٰے اور محمد [illegible] [illegible] ہیں ۔ دنیا [illegible] ناولوں اور [illegible] مذاق کی کتابوں کو شایع کرنے [illegible] وقت اور روپیہ ہے ۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible] اگر ایسی ہی محبت اور عشق ہے تو [illegible] کی تعلیم پاپ کر تعلیم [illegible] نمایش پر خرچ کیا ہے اگر [illegible] ہوتا ۔

غرض

عید میلاد ایک بدعت ہے جو مسلمانوں کو اصل مقصد سے دور [illegible] ۔ اور وہ اسلام کی حقیقت اور اور مغز شریعت کو [illegible] سے دیکھکر صرف چھلکے پر قناعت کرنے لگیں گے ۔ اور تمام عملیات کو نمایش کا رنگ دینا کافی سمجھ لیں گے ۔ اسلئے ابھی سے ان کے خلاف آواز اٹھانیکی ضرورت ہے ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دو عیدیں منائی ہیں ۔ اسپر اضافہ کرنا ہرگز درست نہیں بقول سعدی ؎

> بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
> ولیکن میفزا اے بر مصطفٰے

شاید ہمارے بعض احباب ہماری اس تحریک مخالفت کو بیدازوقت قرار دیں ۔ مگر نہیں آئندہ کے سدباب کیلئے ابھی سے کوشش کرنی چاہیئے ۔ اگر مسلمانوں میں ہندوؤں کے مقابلہ کی سپرٹ اسی طرح بڑھتی رہی کہ انہوں نے سیواجی مرہٹہ یا گورو گوبند سنگھ صاحب کی سالگرہ منائی اور اس کے مقابل مسلمانوں کو ضرور سالگرہ منانی چاہیئے ۔ اور اسپر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عید میلاد منائی ۔ تو یہ مقابلہ انہیں کسی دن اس بات پر بھی آمادہ کردیگا کہ وہ بھی کوئی یورپ کی بنی ہوئی مورتی پرستش کے لئے رکھ لیں ۔ اور اگر وہ ویدکی سواری نکالیں تو یہ قرآن مجید کی زیارت نکالیں ۔

غرض یہ جو کچھ ہورہا ہے فیشن کی غلطی سے ہورہا ہے نہ کہ اخلاص اور محبت کی بنا پر ۔ میں یہ کہنے کو تیار نہیں کہ کل مسلمان جو اس تحریک میں شامل ہوئے سب نمایش ہی کیلئے ہونگے بعض انمیں نہایت اخلاص سے بھی ہوئے ہونگے ۔ مگر یہ تحریک

صرف نمایشی رنگ رکھتی ہے نہ اخلاص

اور اسکی بنیاد صرف سیواجی وغیرہ کی یادگاروں کی خوشی اور تحریک ہے جیسا کہ شاہ سلیمان صاحب نے اقرار بھی کرلیا ہے پھر اس تحریک کے متعلق کہا جاتا ہے کہ مصر میں عید میلاد منائی جاتی ہے ۔ جن لوگوں کا امام مذہبی رنگ میں مصر یا قسطنطنیہ ہو ۔ وہ مسلمانوں کی کشتی کے ناخدا ہوکر اسے غرق نہ کریں تو اور کیا کریں ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کا امام مصر نہ بنا گئے تھے ۔ اگر مصری لوگ ایک غلطی کریں ۔ تو کیا ضرور ہے

کہ ہم بھی اُسمیں مُبتلا ہوں ۔

مصر میں تو جواز سود کی کوششیں عملی رنگ میں شروع ہیں [illegible] بنا پر کیا سود جائز ہو جائیگا ؟ مصر یورپ کی مادی ترقی میں جا رہا ہے ۔ مصر میں مصطفٰے پاشا کے مجسمہ کی تجویز ہوئی تو کیا [illegible] میں بھی کسی بزرگ کا برنجی بت قایم کیا جائیگا ؟

غلطی غلطی ہے خواہ وہ مصر نہیں مکہ معظمہ میں ہو اور صداقت صداقت ہے وہ خواہ ایک چھوٹے سے گاؤں یا ادنےٰ آدمی کے منہ سے نکلے ۔ اس سے اسکی قیمت میں [illegible] بڑے افسوس کی بات ہے کہ ملک کا مذاق ایسا بگڑگیا ہے کہ صداقت کی قدر و قیمت کیلئے بھی [illegible] امتیاز رکھ دیا گیا ہے ۔ حالانکہ ایسا نہیں ہونا چاہیئے تھا ۔ پس مسلمانوں کو واجب ہے کہ وہ ایسی تحریکوں سے الگ رہیں ۔ اور یہ علماء کا کام ہے کہ وہ باہمی جھگڑوں میں جس قدر وقت دیتے ہیں ۔ اس سے آدھا وقت بھی اگر ایسی بدعتوں کے مقابلہ کے لئے دیں اور عوام کو اس کے خطرہ سے آگاہ کریں تو ان کی یہ خدمت نہایت مبارک اور سودمند ہوگی مگر افسوس ہے انہیں خانہ جنگی سے ہی فرصت نہیں ۔ میں آگاہ کرتا ہوں کہ مسلمانوں پر مذہبی رنگ میں

ایک عظیم خطرہ آنیوالا ہے

اور وہ خطرہ یہ ہے ۔ کہ اسلام ایک فیشن کے ساتھ [illegible] رہا ہے اسکی تعلیمات کی پرواہ نہ کرکے چند چلتے پرزے آدمی جس طرح پر چاہتے ہیں ۔ مسلمانوں کی رہنمائی کرتے [illegible] اور یہ طریق خوشنما بنانے کے لئے مذہبی شکل میں پیش کئے جاتے ہیں ۔ اس قسم کی تجاویز کا اثر یہ ہوگا اور ضرور ہوگا ۔ کہ [illegible] اگر ابھی سدباب نہ کیا گیا) تو یہ لوگ

صرف مسلمانوں کے ہاتھ میں چھلکا دیدینگے !

اور اصل اسلام جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لیکر آئے تھے ۔ اور جو تمام انبیاء علیہم السلام کا دین تھا ۔ اور اس یورپی وضع کے تراشیدہ اسلام میں

زمین و آسمان کا فرق ہوگا یا مشرق و مغرب کا

اسلام کو ایسے لیڈروں کی ضرورت نہیں جو اس کی ہیئت ہی بدل دیں ۔ امر حق کہنا بڑا مشکل ہوتا ہے ۔ مگر میں اس کے کہنے میں آجتک محض خدا کے فضل سے کسی کی مخالفت کی وجہ سے نہیں رکا ۔ ہمارے بعض دوستوں نے بھی غلطی کہائی ہے ۔ جو وہ عید میلاد میں شامل ہوئے ۔ انہیں قبل از وقت حضرت امام مفترض الطاعۃ کے حضور اسکو پیش [illegible] [illegible]

اور پھر انکی اجازت سے جو کچھ وہ حکم دیتے کرتے - میں مانتا ہوں کہ ان میں سے جو بھی شامل ہوئے ہوں وہ اعلائے کلمۃ الاسلام کے خیال سے ہوئے ہوں گے - لیکن کیا وہ اس سے پہلے بطور خود نیکی کرتے تھے - جو زیادہ مفید اور مبارک تھا - پھر اس میں شمولیت کی کیا حاجت تھی؟

مولوی ثناء اللہ صاحب ہمارے سلسلہ کے بدگو دشمن ہیں - مگر انکی دشمنی یہ اجازت نہیں دیتی کہ اگر وہ بھلی بات کہیں تو اس کو بھی رد کر دیا جاوے - انہوں نے عید میلاد کے برخلاف اپنی آواز بلند کی ہے - اور ضرورت ہے کہ وہ خاموش نہ ہوں جب تک مسلمانوں کو اس کے بد نتائج سے آگاہ نہ کیا جاوے -

بالآخر میں یہ کہتا ہوں کہ یہ عید میلاد اسی قسم کی بدعت ہے جیسے کسی سلطان نے قرآن مجید کا اردو ترجمہ بدوں اصل کلام مجید کے چھاپنا چاہا تھا - جیسے اسکے نتائج بالآخر نہایت نقصان رساں تھے - اس کا انجام بھی بہت برا ہوگا - اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ رکھے - (آمین)

عید میلاد کے مجوزین اگر مسلمانوں کے حقیقی بہی خواہ ہیں تو وہ آئندہ اس تحریک کو بند کریں - ورنہ ضرورت ہوگی - کہ اسکی عام مخالفت کیجاوے -

مراد ما نصیحت بود کردیم

ہمارے دوست مجھ سے ناراض نہ ہوں کہ میں نے انکا ذکر کیوں کر دیا - وہ میری شخصیت کو درمیان سے اٹھا کر یہ سوچیں کہ میں نے جو کہا ہے وہ درست ہے یا نہیں؟ ہمارے امام نے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فنا تھا - اور جسکی نسبت ہمارا ایمان ہے کہ وہ آپ کی اتباع کا کامل نمونہ تھا - کبھی عید میلاد نہیں منائی - اور اگر یہ کوئی عمدہ چیز ہوتی تو وہ سب سے پہلے اسکی تحریک کرتا -

پھر آپ کے بعد آپ کے جانشین اور خلیفہ بلا فصل حضرت امیر المومنین سیدنا نور الدین جو اپنے آقا کی محبت میں فنا تھے - وہ کبھی اس کو نہ چھوڑتے - مگر اس نے اس قسم کی تحریک کی خبر سن کر

سخت اظہار ناپسندیدگی کیا ہے

اور یہی شعر پڑھا جو میں نے کسی دوسری جگہ سعدی کا لکھا ہے -

زہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

ہمارا امام پیارا ہمارا مولوی ممتاز علی صاحب نہیں ہے کہ ان کے منہ سے ایک بات نکلے تو اسے بدوں غور کئے یا اپنے امام کے حضور عرض کئے بغیر ہم اس کو اختیار کر لیں حالانکہ ہم اس کو صریح دیکھتے ہوں کہ اسلام میں اس کی نظیر نہیں - لوگ مذہب کو دنیا کا خادم بنانا چاہتے ہیں - سچا لیکن ہمارا دین کی خادم ہے - پھر وہ قوم جو دنیا پر دین کو مقدم کرنیکا عہد لیتی ہے ان چمکیلی تحریکوں میں کیوں شریک ہو - مسلمانوں کے امور اشتراکیہ اور ہیں - اور اگر ان میں شامل ہو کر مذہب کو صدمہ پہنچتا ہو تو خوب یاد رکھو کہ

پہلی آواز اسکی مخالفت میں قادیان سے اٹھے گی!

اور کوئی روک اس کے لئے نہ ہوگی - میں جانتا ہوں کہ یہ نئی روشنی کے لیڈر اس رائے کے اظہار پر بہت کچھ تلملائیں گے - مگر وہ یاد رکھیں اور پھر یاد رکھیں کہ

وہ مسلمانوں کے مذہبی امام نہیں ہیں

عام مسلمانوں کی بڑی غلطی ہوگی اگر وہ انہیں مجتہد سمجھ بیٹھیں جو قربانی کے بجائے حجاز ریلوے میں روپیہ دیدینا کافی سمجھ لیں - یا جو پانچ نمازوں کی بجائے ایک ہی کافی سمجھیں - اور جمعہ کی بجائے اتوار کو موزون خیال کریں - ان کے کوٹ اور پتلونیں ہماری نظروں میں کوئی رعب نہیں پیدا کر سکتیں - اور نہ انکے لمبے چوڑے نام اور القاب ہمیں اپنی طرف کھینچ سکتے ہیں - ہاں دنیا کے امور میں انہیں "تم دنیا کے امور خوب جانتے ہو" کہہ کر انکی بات مان لینے میں مضایقہ نہیں کرتے - مگر دین کے معاملہ میں

رہنمائی کا منصب نہیں دے سکتے

اسی لئے بار بار کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کو ایک امام کے ماتحت آنا چاہیئے - جب تک وہ ایسا نہیں کرتے انکی کوئی کل سیدھی نہیں ہونے کی -

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی توجہ طلب

ہمارے ضلع کے بیدار مغز ڈپٹی کمشنر آجکل میجر الیٹ صاحب ہیں جو اس سے پہلے بھی اس ضلع میں رہ چکے ہیں - میجر الیٹ رعایا کے ساتھ خصوصاً ہمدردی رکھنے والے ہیں - اور ہر شخص انکے حضور اپنی شکایات اور تکلیفات کو آسانی سے بیان کرنیکا موقعہ پا سکتا ہے آپ نے آتے ہی بعض خاص انتظام کئے ہیں - اور تمام قصبات میں منادی کرا دی ہے کہ جو شخص انہیں ملنا چاہے وہ ایکدن مقرر مل سکتا ہے - کونین کی تقسیم کے متعلق بعض بے اعتدالیاں ہوئیں تھیں آپ نے فوراً اسپر نوٹس لیا - اور جو لوگ نہیں لینا چاہتے تھے - اور انہیں جبراً دی گئی تھی انکو قیمت واپس دیگئی - غرض وہ ایک غور کن طبیعت کے مالک ہیں - اور الحکم پہلی دفعہ انہیں بحیثیت ڈپٹی کمشنر گورداسپور اپنے ناظرین سے انٹروڈیوس کرتا ہے - میجر الیٹ کی خدمت میں سب سے پہلے جس امر کو میں پیش کرتا ہوں وہ بٹالہ سے قادیان تک کی سڑک کی درستی ہے - اور سڑک سر لیکر قادیان تک جو ٹکڑا ہے وہ تو ایسی ناگفتہ بہ حالت میں ہے کہ اگر اس پر فوری توجہ نہ کی گئی تو کسی جانی نقصان کا اندیشہ ہے بارشوں کی کثرت کیوجہ سے یہ حصہ بالکل خراب ہو گیا ہے اور پہلے ہی اسکیطرف بہت کم توجہ ہے - یہ ٹکڑا جگہ جگہ سے ٹوٹ کر ایسی حالت میں ہو گیا ہے کہ خشکی کی حالت میں اس پر یکوں کا چلنا خطرہ سے خالی نہیں ہوتا - اور اب جبکہ وہ زیر آب ہے پتہ ہی نہیں چلتا کہ کسطرح یکہ چلے - چونکہ قادیان اصل میں یہ سلسلہ کا مرکز ہے - اور یہاں کے ہائی سکول اور اخبارات کی کثرت اشاعت اور ہر قسم کے تجارتی امور کیوجہ سے آمدورفت بہت زیادہ ہے - ڈاک کی آمد بھی یکہ کے ذریعہ ہوتی ہے - اسلئے اگر اس سڑک کو درست نہ کرایا گیا - تو سخت نقصان ہوگا - ڈسٹرکٹ بورڈ نے بھی ابھی تک کوئی توجہ نہیں کی اسلئے مجبوراً میں اسے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے نوٹس میں لاتا ہوں اور استدعا کرتا ہوں کہ حضور بہ نفس نفیس اس حصہ کو ملاحظہ فرماویں بدوں اس کے اسکی اصلاح کی بہت کم توقع ہے کیونکہ اس کیساتھ ایک ضروری امر اور بھی ہے اور وہ اس پانی کے نکاس کا انتظام ہے جو بارش کیوجہ سے ہمیشہ قادیان کے گرد محیط رہتا ہے مجھے ایک مرتبہ اپنے بعض احباب کیساتھ مسٹر سی ایم کنگ سابق ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے حضور اس معاملہ پر گفتگو کرنیکا موقعہ ملا تھا اور صاحب ممدوح نے پانی کے نکاس کیطرف توجہ کرنیکا وعدہ کیا تھا - مگر وہ کثرت کار یا دوسری مصروفیتوں کی وجہ سے نہیں آسکے - اور شاید قدرت نے یہ کام میجر الیٹ کیلئے رکھا ہو - قادیان اس ضلع میں کیا تو تعلیمی اور رفاہ عام کاموں کا مرکز ہونیکی وجہ سے اور کیا اس لحاظ سے کہ وہ گورنمنٹ کی ایک مسلم وفادار مذہبی تحریک کا مرکز ہے خاص اہمیت رکھتا ہے - ان تمام امور کو مدنظر رکھکر میرا یہ عرض کرنا بیجا نہیں کہ قادیان کی مقامی ضروریات حضور کے نوٹس میں آنی چاہئیں - اور ان تکلیفات کو دور کیا جاوے - جو بہ حیثیت ضلع کے ذمہ دار افسر کے آپکا فرض ہے میں امید کرتا ہوں کہ میجر الیٹ کی بیدار مغزی اور رفاہ عام کاموں میں دلچسپی قادیان کے رہنے والوں کو شکر گذاری کا خاص موقعہ دیگی -

سادہ سنگت کی تبلیغ اسلامی دنیا میں

ناظرین الحکم کو معلوم ہے کہ ایک اشتہار عربی اور فارسی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق عنقریب شایع ہونیوالا ہے - جو حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی منظوری اور ارشاد کے ماتحت لکھا گیا ہے - یہ بہت بڑا اشتہار ہے اور دو ہزار چھاپا جاویگا اسکی اشاعت اور طبع کیلئے تین سو روپیہ کے قریب خرچ ہوں گے - احباب کو مناسب ہے کہ اس کار خیر میں بقدر اپنی ہمت اور توفیق کے حصہ لیں اس قسم کے کام صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتے ہیں - اگر ایک سعادتمند روح نے بھی اسے پڑھ کر فایدہ اٹھایا تو آپ جانتے ہیں کہ اسکے اعمال نیک کے آپ ہی وارث ہونگے - حضرت کا الہام ہے کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہونچا دونگا - پس مبارک ہیں وہ انسان جو اس الہام کے پورا کرنے والوں میں ہوں -

ہر قسم کا چندہ اس اشتہار کے لئے سکرٹری سادہ سنگت قادیان کے نام آنا چاہیئے +

منکر امرتسری اور منصور جماعت

رہا ظہیرا مثال نقش کردم
کسی کج فہم کو سجدہ نہ پایا

امرتسری منکر کی عادت میں یہ امر داخل ہو گیا ہے۔ کہ وہ پبلک کو مغالطہ دینے میں اپنا کمال سمجھتا ہے۔ پچھلے دنوں حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشادات کے ضمن میں ایک امرتسری دوست کے اس سوال کا جواب شایع کیا گیا تھا۔ کہ اشاعت اسلام کے نام سے لوگ ہم سے چندہ مانگتے ہیں۔ دیا جائے یا نہ حضرت خلیفہ نے اس سوال کا جو جواب دیا اسکا خلاصہ یہ ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے اموال ان لوگوں کے ہاتھ میں دینے چاہئیں جو منصور اور مؤید من اللہ ہوں۔ اور تائیدات ہمارے منکروں اور مخالفوں کے شامل حال نہیں ہیں۔ اس میں خصوصیت سے آپ نے امرتسر اور بٹالہ کے منکرین کا ذکر کیا۔ اب امرتسری منکر نے اس پر تین صفحے زاید کا محض ایک مفصل آرٹیکل لکھ دیا جس کو نفس مضمون سے کوئی تعلق نہیں۔ میں ناظرین کی دلچسپی اور توجہ کے لئے پہلے حضرت کی تقریر درج کرتا ہوں

"ایک خادم امرتسر سے عیادت کیلئے آیا۔ اس نے عرض کیا کہ اشاعت اسلام کے نام سے لوگ ہم سے چندہ مانگتے ہیں کیا کیا جاوے۔ فرمایا اشاعت اسلام تو ایک **مبارک اور مفید کام** ہے۔ اور اس کے لئے ہمیں **بہت تڑپ ہے اور ہم یہی چاہتے ہیں کہ اسلام دنیا میں پھیلے**۔ مگر جو لوگ ہمارے سلسلہ کے دشمن ہیں۔ اور اشاعت اسلام کرنا چاہتے ہیں۔ انکے متعلق قابل غور یہ امر ہے کہ

کیا وہ مؤید من اللہ اور منصور ہیں یا نہیں؟

اسلئے تم اپنے ہی شہر میں دیکھو جہاں ہمارے پانچ دشمن ہیں۔ اور وہ اشاعت اسلام کے مدعی ہیں۔ **اول غزنوی گروہ۔ دوئم ثناء اللہ۔ سوم احمد اللہ۔ چہارم اہل فقہ۔ پنجم مولوی محمد حسین** کے ساتھ والے لوگ۔ اب غور کرنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالے نے انکی تائید اور نصرت کہاں تک کی۔ حضرت اقدس علیہ السلام کی مخالفت میں انہوں نے فرداً فرداً ناخنوں تک زور لگایا۔ مگر نتیجہ کیا ہوا کیا کوئی جماعت مستقل طور پر ان کو ملی۔ اول تو باہم ان تینوں میں بغض و عداوت ہے۔ اور ایک نے دوسرے کو مٹا دینے اور ذلیل و رسوا کرنے کی کوئی کوشش اٹھا نہیں رکھی۔ ایک نے دوسرے کے خلاف اشتہاروں کے ذریعہ وہ باتیں مشتہر کیں۔ جنمیں سے بعض کو شرفاء پڑھ بھی نہیں سکتے۔ پھر موجودہ حالت میں غزنویوں کی جماعت جو ایک امام کے ماتحت تھی ان کی یہ حالت ہو رہی ہے کہ خود انکی اپنی ہی نسل کے لوگ اپنی مسلمہ امامت سے الگ ہو رہے ہیں۔ اور اس گروہ کا ثناء اللہ اور احمد اللہ سے جو بغض ہے۔ وہ ظاہر بات ہے ثناء اللہ اشاعت اسلام کا مدعی ہے اس کی جو حالت امرتسر میں ہوئی وہ ظاہر ہے اُسے بھی کوئی جماعت نہ ملی۔ جو اس کو اپنا امام یقین کر لیتی۔ پھر اہل فقہ تھا۔ اس نے بھی حضرت صاحب کی بڑی مخالفت کی لیکن اسکا انجام یہ ہوا۔ کہ اہل فقہ کا نام بھی نہیں۔ مولوی محمد حسین کے ماننے والے بھی کچھ لوگ امرتسر میں تھے۔ مگر اس کی حالت بھی اب ظاہر ہے۔ کہ خود ثناء اللہ نے اسکی مخالفت میں بڑے بڑے مضمون لکھے۔

اس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالے نے انکی تائید اور نصرت نہیں کی اور کوئی جماعت انہیں عطا نہیں کی۔ بلکہ خود ان میں پھوٹ ڈالدی۔

ان واقعات نے جو تجارب صحیحہ ہیں۔ بتا دیا ہے کہ یہ لوگ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ پھر جب خدا تعالے کی نصرت انکے ساتھ نہیں تو ہم اپنے مال ان کے سپرد کیوں کریں۔ جناب الٰہی کا منشاء یہ نہیں۔ کہ ان کو مؤید کرے۔ برخلاف اس کے اس سلسلہ کو اللہ تعالے نے اشاعت اسلام کا ذریعہ بنایا ہے۔ تم جانتے ہو کہ شروع سے لیکر اب تک کس قدر مخالفت اس کی کی گئی۔ شہر والوں نے دشمنی کی۔ برادری نے مخالفت کی۔ ہندوؤں نے۔ آریوں نے۔ عیسائیوں۔ سکھوں نے اور بالآخر مسلمانوں نے ایسی دشمنی کی کہ وہ چاہتے تھے کہ اس سلسلہ کا نام مٹا دیں۔ مگر اللہ نے کیسی نصرت فرمائی۔ اور کس طرح انکو نابود کر دیا۔ ہر مخالفت اور ہر حملہ اس کی ترقی کا موجب ہوا۔ اور ایک جماعت کثیر کو اللہ تعالے نے پیدا کر دیا۔ اور ہر قسم کے لوگ اسکی خدمت کیلئے جمع ہو گئے یہ تائید الٰہی کا ایک ایسا ثبوت ہے کہ اسکا انکار نہیں ہو سکتا۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ اشاعت اسلام کے لئے خدا تعالے نے اس سلسلہ کو پیدا کیا ہے۔ اور اسی کے ذریعہ یہ کام ہوگا" (الحکم ۲۱ جنوری ۱۹۱۳ء صفحہ ۸)

اس مضمون پر سہولت فہم کے لئے میں نے نمبر دیدیئے ہیں۔ اور اس پر کچھ بھی اضافہ کرنے کی حاجت نہیں کیونکہ صاف الفاظ میں اصل مفہوم بیان کر دیا گیا ہے۔ مگر امرتسری **منکر** کی نیک نیتی دیکھئے کہ بجائے اس سے فائدہ اٹھانے کے اپنے اس برص کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے جسکا ذکر اس تقریر میں ہے کہ یہ لوگ مؤید اور منصور نہیں ہیں۔ چونکہ اس کی علامت ہے کہ وہ ہر شہرت اور نمود کے موقعہ کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔ اور اس کے لئے **چیلنج** کرنا ایک آسان طریق اس نے سمجھ رکھا ہے اسلئے اس موقعہ پر بھی **مناظرہ** اور لیکچر بازی کا **چیلنج دیدیا**۔ جسکی بابت وہ جانتا ہے **منظور** نہیں کیا جاویگا۔

معزز ناظرین! خدا کے لئے غور کرو کیا جو کچھ لکھا گیا ہے۔ یہ واقعات نہیں ہیں؟

کیا یہ صحیح نہیں کہ ان پانچوں نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت میں ناخنوں تک زور لگایا۔ گندے اشتہارات نکالے گئے۔ باقاعدہ رسالے نکالے! فتاوی تکفیر شایع کئے گئے! الفاظات کی بنا پر لوگوں کو مغالطہ میں ڈالا۔ مگر کیا سلسلہ عالیہ احمدیہ کو ان باتوں سے نقصان پہونچا؟ خاص امرتسر میں **ایک مستقل جماعت** احمدی قائم ہو گئی؟ جو باقاعدہ اس سلسلہ کی خادم اور اسکی ضروریات میں **دامے۔ درمے۔ سخنے۔ قدمے** حصہ لیتی ہے۔ اور کیا یہ درست نہیں کہ ان پانچوں میں خطرناک عداوت **اور بغض رہا ہے**۔ اگر آج ان میں برائے نام صلح کا اعلان کیا گیا ہے تو یاد رکھو یہ صلح

اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

کی مصداق ثابت ہونے والی ہے۔ **لیکن** تو غزنوی جماعت کیطرف سے کوئی باقاعدہ اعلان ابھی تک شایع نہیں ہوا۔ اور جب تک ایسا اعلان نہ ہو معلوم نہیں ہو سکتا کہ صلح ہوئی یا نہیں خود اہلحدیث نے جو مضمون شایع کیا ہے۔ اس پر بھی مولوی عبد الجبار صاحب کے دستخط نہیں۔ بہر حال اس مرحوم اور برائے نام صلح کو مان بھی لیا جاوے تو اصل بات یہ ہے کہ کیا ان پانچوں نے **کسی کو امام تسلیم کر لیا**۔ اور وہ اشاعت اسلام میں اس کے مقلد یا مؤید ہو گئے ہیں؟ اگر یہ نہیں ہوا اور یقیناً نہیں تو پھر اس صلح پر اترانا محض حماقت ہے۔

امرتسری منکر کو اس پر بحث کرنے سے پہلے یہ بتانا چاہیئے تھا کہ یہ واقعات درست نہیں ہیں۔ ایک دوسرے کے خلاف اشتہارات اور شرمناک اشتہارات شایع نہیں ہوئے۔ پھر البتہ معاملہ سنجیدہ پہلو اختیار کر لیتا۔ خود مولوی ثناء اللہ نے تسلیم کیا ہے کہ انہیں **زندیق۔ ملحد۔ شیطان۔ دجال** کہا گیا۔ اور وہ اشتہارات تو ابتک میرے پاس ہیں۔

اب مولوی عبد الجبار صاحب کی تحریر اول امرتسری منکر **شایع کرے** کہ انہوں نے ثناء اللہ کے خلاف جو فتوے دیا تھا۔ وہ واپس لے لیا ہے اور ایسا ہی اپنے مرحوم **داجل شیخ بٹالوی** کی اشاعۃ کی **جلدوں کو جلوائیں**۔ جنمیں نصیحت نامے اور الہام صحیح چھپے ہوئے ہیں۔ جب تک وہ تلف نہیں ہوتے۔ اور انکے بیانات شایع نہیں ہوتے کہ انہوں نے غلطی سے ایسے فتوی دیئے تھے۔ اور اب ہمنے انہیں واپس لیکر ثناء اللہ کو اپنا امام بنا لیا ہے اسوقت تک یہ باتیں محض فضول ہیں۔ اگر وہ امرتسری منکر کو اپنا **امام** نہیں مانتے تو پھر کسی اور کا ہی اعلان کریں۔

بٹالوی کی غزنوی گروہ سے اگر مصالحت ہوئی ہے تو وہ **محض امرتسری منکر کی مخالفت کیلئے والا جباری پارٹی** سے جو انکا تعلق ہے وہ ان کے اس مضمون سے ظاہر ہے جو خصوصاً انہوں نے غزنوی گروہ کے متعلق لکھا ہے۔

میری غرض یہ نہیں کہ میں اس وقت ان جھگڑوں کی تفصیل کروں اگر ان میں صلح اور صفائی ہے تو چشم ما روشن دل ماشاد۔ اس اختلاف اور باہمی عداوت سے اس امر کا اظہار مقصود تھا۔ کہ انہیں کوئی جماعت نہیں ملی۔ اسکی تردید تو امرتسری منکر سے ہو نہیں سکی۔ اسلئے جواب میں یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ

گولڑوی کی جماعت ہے - علی پوری کی جماعت ہے - تونسہ والے کی جماعت ہے - مجدد بریلوی کی پارٹی ہے - آغا خانی جماعت ہے - حضرت خلیفۃ المسیح کی قوۃ استدلال پر احمق نے اعتراض کیا اور آپ ہی مورد اعتراض بنا - یہ خدا کی تائیدات کا زندہ اور تازہ نشان ہے -

اس نادان سے کوئی پوچھے کہ سوال تو بڑے اور بڑے شہر والوں کے متعلق ہے - اور جواب میں تو ان لوگوں کو پیش کرتا ہے - جنکے ساتھ تیری اپنی ہی صلح نہیں - یہ تو ہی بات ہوئی کہ

ہمارے بھائی مرے ہیں جو عظیم آباد رہتے ہیں ا...

اب تو ہی بتا کیا آغا خانی عقائد کا تو مبتغی ہے - اور آغا خان کے بابت تو اسکو اپنا امام مانتا ہے ؟ - مجدد بریلوی سے تیری جوتیوں میں دال بٹتی رہی ہے - اور آئے دن اسکی جماعت تیری مذمت میں مصروف رہتی ہے - علی پوری کو جو خطاب تو نے اہلحدیث میں دیئے ہیں وہ بھول نہ گئے ہوں گے - باقی رہے تونسہ والے اور گولڑہ والے ان سے تیری صلح ہو تو مجھکو علم نہیں - اگر ان لوگوں کی جماعتیں ہیں - تو بھی جس بات کو حضرت خلیفۃ المسیح نے پیش کیا ہے وہ بات ان میں کہاں ؟

ہم اپنے موید اور منصور ہونیکا ثبوت یہ پیش کرتے ہیں - کہ علمائے صوفیوں اور گدی نشینوں نے دولتمندوں اور عوام نے مسلمانوں میں سے اور سکھوں - آریوں - عیسائیوں - اور دوسرے اہل مذاہب نے اپنے اپنے رنگ میں اس سلسلہ کو مٹا دینے کی کوشش کی اور ناخنوں تک زور لگایا - اور بہت سے احمق یہ ڈینگ مار کر اٹھے کہ ہم اس کو گرا دیں گے - مگر انصاف سے کہو کہ کیا وہ کامیاب ہوئے یا یہ جماعت ؟ - جن لوگوں کے نام تم بزمرہ اہل جماعت لیتے ہو - کہاں انکی اسقدر مخالفت ہوئی - اور کب انکو سب نے جدا جدا اور مل کر مٹا دینا چاہا - اور پھر انہوں نے اس مخالفت کی خونریز جنگ میں خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر کہا ہو کہ **میں کامیاب ہو جاؤں گا** - اور پھر اسی طرح وقوع میں آیا ہو - جب تک یہ نظیر پیش نہ کرو یہ سراسر مغالطہ ہے - تائیدات کا ثبوت اس مخالفت سے ہوتا ہے جو اس سلسلہ کی ہوئی اور پھر جسطرح خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا - آخر وہی پورا ہوا - اور پھولا نہ اپنی ناکامی اور نامرادی

کا تو امرتسری منکر خود قائل ہو گیا ہے کہ باوجود یکہ وہ حضرت مسیح موعود کے بعد مسیلمہ کذاب کیطرح زندہ رہا - مگر ایک نے بھی اسے نہ مانا - اس سے بڑھ کر ناکامی اور نامرادی کیا ہو گی - پھر ایسے لوگ کب حق رکھتے ہیں - کہ اشاعت اسلام کے کام میں وہ ہمارے اسوال سکے ؟ ہمیں ہمارا غرض پہلی بات یہ کہ ہمارا مخالفوں میں اختلاف ہے - اور انہیں کوئی جماعت نہیں ملی جو ایک ایسی اہل بدعتی صداقت ہے جسکا انکار امرتسری منکر بھی کر سکتا ہے - اور دوسرا امر جو حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا ہے کہ ہماری جماعت مؤید اور منصور ہے - اور باوجود مخالفت کے بڑھتی چلی گئی ہے - اسکے مؤید ہونیکا ثبوت ہے - یہ بھی ایک بدیہی بات ہے " میں نہیں جانتا کہ ایسی کھلی صداقتوں کے انکار سے امرتسری منکر کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے - امرتسری منکر اگر اس پر کچھ کہنا چاہتا ہے تو وہ خلط مبحث نہ کرے - پہلے ان واقعات کی تردید کرے جو نمبروار حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر میں درج ہیں - اور جب تک وہ انکی واقعات ہی کی بنا پر تردید نہیں کر لیتا تو وہ حق نہیں رکھتا کہ کسی اور سلسلہ بحث کو اس میں داخل کرے "

دور الضعفا کیلئے جدّ و جہد

حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ کے دل میں اللہ تعالیٰ نے ضعفاء اور غربا مہاجرین کیلئے ایسا جوش محبت ڈال دیا ہے کہ وہ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے اسی فکر میں لگے ہوئے ہیں - کہ کسی طرح ان غریبوں کیلئے چند مکانات بن جاویں اور انکی تکالیف دور ہوں - اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ایک ٹکڑا زمین تو انہیں نواب صاحب قبلہ سے دلوا ہی دیا ہے - اور ایک مکان کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے وعدہ فرما لیا ہے کہ بنوا دو - بارش کیوجہ سے کام شروع نہیں ہو سکا - اگرچہ اس زمین پر تو پانی نہیں - مگر راستہ میں پانی ہے - مقبرہ بہشتی کے نیچے رہٹ کی روش کیلئے ہے - افسوس ہے کہ وہ ابھی تک تیار نہیں ہوا ہے - ایک [illegible] الوفیٰ کیلئے بنا لیا گیا ہے [illegible] بار بردار [illegible] سر پر دہ [illegible]

میں تکلیف ہو تاہم جلد امید کیجاتی ہے کہ میر صاحب قبلہ اس کام کے شروع کرنیکا انتظام کریں کیونکہ دوسری طرف ان غربا کو بھی سخت تکلیف ہے - میر صاحب اپنے ان تمام دوستوں کیلئے خصوصی طور پر دعا کرتے ہیں - جنہوں نے اس کار خیر میں انکا شریک درد ہونا پسند کیا اور انہیں مالی ہمدردی احباب ہیں یہ تحریک شروع ہو گئی ہے اور مختلف مقامات سے دوست چندہ بھیج رہے ہیں - انگریزی اخبار سے چندہ آ رہا ہے اس میں کسی قدر سرعت کی ضرورت ہے ۶ ہزار روپیہ مطلوب ہے - قریباً سو کے ہماری چھوٹی بڑی انجمنیں ہیں اگر ہر ایک انجمن مجموعی طور پر ساٹھ ساٹھ روپیہ دیدے تو بہت جلد یہ کام ہو جاوے - بہر حال اللہ تعالیٰ کے فضل پر سارا کام توفیق موقوف ہیں - احباب اس کام میں جسطرح ممکن ہو حصہ لیں اور اس امر کی ہرگز پرواہ نہ کریں کہ وہ کیا دیتے ہیں - ہر چھوٹی سے چھوٹی رقم بھی نہایت شکر گذاری سے لیجائیگی - کل رقوم حضرت میر صاحب کے نام بمقام قادیان روانہ کیجاویں - میر صاحب عنقریب دورہ پر بھی جانے والے ہیں - تاکہ ہسپتال اور دور الضعفا وغیرہ تحریکوں کیلئے بقایا چندہ کی تکمیل کریں - اللہ تعالیٰ ان کے ارادہ و تحریک جو سراسر خیر و برکت کے ہیں پوری کامیابی عطا فرماوے اور اس دل اور درد کے بہت سے انسان ہم میں ہوں جو کس مپرس طبقہ انسانی کیلئے درد مند دل رکھتے ہوں - آمین

سفرنامہ ناصر

حضرت میر صاحب کا دوسرا سفرنامہ بھی طیار ہو گیا ہے اسکی قیمت انہوں نے ۳ رکھی ہے اس سفرنامہ کی فروخت سے جو کچھ وصول ہوگا وہ سب کا سب **دور الضعفاء** میں خرچ کیا جاویگا - میر صاحب نے اپنے مخلص دوستوں کے نام منتخب کرکے ان کی حیثیت اور جوش کے لحاظ سے سفرنامہ وی پی کرنیکا ارادہ کر لیا ہے - پس جن احباب کے پاس پہونچے - وہ اسے شکر گذاری اور خوشی سے وصول کریں - کیونکہ یہ کوئی تجارتی رنگ نہیں - بلکہ محض خیراتی ہے "

اطلاع

۲۱ مارچ کے الحکم میں جن مضامین کا اشارہ کیا گیا ہے - چونکہ حضرت صاحبزادہ صاحب احمدی اور غیر احمدی کے جھگڑے پر ایک مفصل مضمون لکھ رہے ہیں - اسلئے ۲۸ مارچ کا وہ خاص پرچہ شائع کرنے کی ضرورت نہ ہوگی !

(ایڈیٹر)

کیا شارع اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نصب العین دین حق تھا یا دنیاوی

مکرم بندہ مولوی محمد ... صاحب! السلام علیکم۔ میلاد نمبر کے متعلق آپکا ارشاد ... تنگ سے تنگ وقت میں پہنچا لیکن اس کارِ خیر میں حصہ لینا آپ کی خوشنودی نہیں۔ بلکہ خدا اور رسول کی خوشنودی کو حاصل کرنا ہے۔ اسلئے خدا سے استمداد کرکے قلم اٹھاتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ان سطور میں خیر و برکت ڈالے۔ میں مضمون میں ایک دو امور اپنی کتاب اسوۂ حسنہ سے بھی اقتباس کرونگا۔ لیکن آپ اطمینان رکھیں وہ ابھی زیر طبع ہے۔ اور اس کی پہلی جلد شاید ایک ماہ تک پبلک میں آجائے۔ یہ کتاب انشاء اللہ مختلف جلدوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس سوانح اور پاک حالات کو مغربی اصول تاریخ و تنقید پر پیش کرے گی۔

سوال مندرجہ عنوان بالا نے عموماً مختلف شکلوں اور پیرایوں میں پبلک کی توجہ کو اپنی طرف منعطف کیا ہے۔ اور دراصل یہ سوال ہی ایسا اہم سوال ہے کہ آنحضرت صلعم کیا بلکہ ہر ہادی مذہب یا ریفارمر کے متعلق بھی یہی سوال پیدا ہوا کرتا ہے۔ اور اسی ایک سوال کے انفصال پر کسی ہادی مذہب یا ریفارمر کی صحت نیت یا اس کے مشن کی حقانیت کا فیصلہ ہو جاتا ہے لیکن خدا تعالےٰ کا ہم پر یہ خاص فضل اور احسان ہے کہ اس سوال پر غور کرنیکے لئے اسوہ صلعم کی ذات والا صفات کے متعلق جو آسانیاں ہمیں حاصل ہیں وہ دنیا کے کسی ہادی یا ریفارمر کے متعلق کسی اور کو میسر نہیں۔ حافظ حقیقی نے جسطرح آنحضرت صلعم کے کل سوانح دنیا میں محفوظ کر دیئے ہیں۔ اس نے اس طرح کسی اور ہادی کے متعلق یہ امر پسند نہیں کیا۔ کسی مقدس معلم روحانی کے حالات کا تفحص کر دیکھو۔ اوراق تاریخ اس کی تفصیل سے بالکل خالی پاؤ گے۔ لیکن آنحضرت صلعم کو خدا تعالےٰ نے یہ اعجازی فضیلت بخشی ہے۔ کہ آپ کے تمام چھوٹے سے چھوٹے واقعے سے لیکر بڑے سے بڑے مہتم بالشان امر تک سارے کے سارے آثار میں موجود و محفوظ ہیں۔ اسلئے آنحضرت صلعم کے متعلق کوئی سوال ہو تو اسکا فیصلہ واقعاتی شہادت کا محتاج نہیں

سوال مندرجہ عنوان یہ ہے کہ آپ کی مقدس مشن کی غرض حصول دنیا و لوازمات دنیا تھی۔ یا آپ کی تمام و کمال مساعی جمیلہ کا محرک وہ خدا کا دین تھا۔ جسکی تکمیل اشاعت کیلئے آپ حسب دعوے خود مبعوث و مامور کئے گئے تھے۔ اس امر کے طے کرنیکے واسطے آنحضرت صلعم کی زندگی میں ہمیں ایکطرف ان واقعات پر غور کرنا ہوگا۔ جب آپ دنیا اور لوازمات دنیا سے سخت تہیدست تھے اور آپ کو یہ باتیں صرف اعلائے کلمہ حق ہی کے چھوڑنے پر میسر آسکتی تھیں۔ لیکن آپ نے تہیدستی کو دنیا سے دنی اور اس کے لذائذ پر ترجیح دی۔ دوسری طرف آپ کی زندگی کا وہ حصہ غور طلب ہے کہ جب دنیا اور محبوبات دنیا آپ کے قدموں کے تلے آگئیں۔ اور آپ نے انپر لات ماری

یہی دو وقت انسان کی زندگی میں امتحان کے ہوتے ہیں۔ اور یہی دو وقت آپ پر بھی آئے۔ اور جب ان دونوں وقتوں میں آپ دنیا کیطرف متوجہ نہ ہوئے تو پھر بجز رضائے الٰہی آپکی زندگی کا مقصد اور کیا ہو سکتا تھا؟

امر اول کی تشریح ہم صرف اس ایک واقعہ کا ذکر کر دینا کافی ہوگا جب قریش عرب اپنے معبود بتوں کی حمایت میں ہر طرح کی جان توڑ کوششیں کر کے ہار گئے۔ وہ چاہتے تھے کہ آں حضرت صلعم ان کے بتوں کے خلاف کچھ نہ فرمائیں۔ اس لیئے انہوں نے آپ کو اور آپ کے صحابہ کو ... جانی۔ مالی۔ ذہنی تکالیف پہنچائیں۔ آپ کی جماعت نے ہر طرح کی اذیتیں اٹھائی۔ گالیاں سنیں۔ ماریں کھائیں۔ سختیاں برداشت کیں۔ مال و دولت جایداد۔ روزگار۔ بیوی بچے۔ عزیز و اقارب سب کچھ گنوا دیئے لیکن اس پاک مذہب کی اشاعت اور تبلیغ نہ چھوڑی۔ جس کیلئے وہ خدا کا رسول مبعوث کیا گیا تھا۔ جب قریش مکہ ان تمام کوششوں میں ناکام رہے تو ان کے عماید ان امور کے تفحص اور تلاش میں ہوئے۔ جو متولیان بتکدۂ کعبہ کے خاندان میں کے ایک نونہال کو اس بتکدہ کی تخریب پر آمادہ کر رہا تھا۔ جس کے ساتھ اس کے سارے خاندان اور قبیلے کی وجاہت ثروت اور عزت وابستہ تھی۔ وہ (عماید مکہ) کوئی روحانی بندے تو تھے ہی نہیں اور نہ انکی نگاہ اسقدر بلند تھی جو نبی کریم کے پاک جذبات کو سمجھ سکتے علاوہ ازیں انہوں نے اپنے وقت میں اور اپنے سے پہلے (اور ایسا ہی بعد بھی) اہل دنیا کا نصب العین اور ان کی کوششوں کا محرک دنیا اور اس کے لوازمات ہی دیکھا۔ اور سمجھا ہوا تھا۔ اسلئے انکا یہ اقرار دینا اس مذاق پر غلط نہ تھا۔ کہ ابن عبداللہ کی تمام کوششوں کی غرض بھی آخر یہی ہو گی۔ جو اوروں کی ہوا کرتی ہے۔ پس انہوں نے ارادہ کرلیا کہ ابن عبداللہ کو ہم ہی وہ امور بہم پہونچادیں۔ اور اس طرح اس کے ہاتھ سے اپنے بتوں کی خلاصی کرا لیں۔ یہ امر ہمارے روز کے مشاہدے میں آتا ہے کہ ہم سب کی پہلی غرض اس دنیا میں یہ ہوتی ہے کہ ہماری زندگی آسائش سے گذر جائے۔ اور آسایش کی چیزیں ہمیں بآسانی میسر آجائیں۔ اور یہ بات مال و دولت کے حصول پر منحصر ہے اس کے بعد ہمارا دل بقائے نام و لوزع کو چاہتا ہے۔ جو ایک دل پسند بیوی کے میسر آجانیسے وابستہ ہے۔ یہی دو باتیں جو تمام اہل زمانہ کو خواہ وہ اچھے ہوں یا برے کسی نہ کسی کام کرنے پر آمادہ کرتی ہیں۔ ہاں جب یہ ہر دو امور حاصل ہو جائیں تو پھر ایک تیسری بات یہ ہوتی ہے کہ انسان چاہتا ہے کہ اپنے ہم جنسوں میں معزز و مقتدر اور صاحب امتیاز ہو جائے اس میں وہ بات پیدا ہو جائے جو اوروں میں نہ ہو۔ اور جس کے ذریعہ وہ دوسروں کے آراء و خیالات اور افعال کو جس نہج پر چاہے چلا سکے۔ اس امتیاز کا کمال حکومت یا سلطنت ہے۔ یہی تین باتیں ہیں جو ہم سب کا نصب العین ہوا کرتی ہیں۔ انہی تین باتوں کے مجموعہ کا نام دنیا ہے۔ اور یہی ہیں جنکو ہمارے محاورہ نے زر۔ زن۔ زمین کے نام سے موسوم کیا ہے۔ کیونکہ سلطنت کا مالک ہونا دراصل ایک اعلےٰ پیمانہ پر زمین کا مالک ہونا ہوا کرتا ہے۔ قائد عرب نے بھی یہی سمجھا کہ جب کل دنیا کی جدوجہد کی علت غائی یہی تین باتیں ہیں۔ تو بہتر ہوگا۔ کہ یہ باتیں ہم محمد کو بہم پہونچادیں۔ چنانچہ قریش کے مقتدر لوگ آپ کے حضور میں حاضر ہوئے۔ اور ان میں کا ایک سردار عتبہ نام آپ سے یوں ہمکلام ہوا۔

اے میرے بھائی کیا حسب و نسب اور کیا ذاتی چال چلن کے رو سے تو ہم سب میں ممتاز ہے۔ تو الامین ہے۔ اور ایک مدت تک ہم میں امن کا باعث ہو چکا ہے۔ لیکن اب چند سالوں سے تونے جو یہ نئی بات شروع کر دی ہے۔ اس سے ہم میں سخت فساد پیدا ہو گیا ہے۔ تیری تعلیم نے بھائی بھائی میں، اور باپ بیٹے میں تفرقہ ڈالدیا ہے۔ تو اور تو سب طرح اچھا ہے۔ لیکن یہ جو ہمارے دیوتاؤں اور دیویوں کو سخت سست کہتا ہے اس سے ہم سخت تکلیف میں ہیں۔ آخر اس سے تیری کیا غرض ہے جو غرض ہو سکتی ہے وہ ہم تیرے لئے بہم پہونچانے کو حاضر ہیں اگر آپ کو مال و دولت کی ضرورت ہو تو ہم جسقدر آپ چاہیں مال لاکر آپ کے حضور پیش کر سکتے ہیں۔ اگر کسی حسینہ جمیلہ بی بی کی خواہش ہو۔ یا پسند خاطر آگئی ہو تو وہ بھی حاضر ہو سکتی ہے۔ اور اگر آپ حکومت چاہتے ہیں۔ تو یہ آپ کو معلوم ہے کہ جب سے ہماری نسل اس عرب میں آباد ہوئی ہے۔ ہم کسی کی حکومت کے نیچے نہیں آئے لیکن ہم اپنے بتوں کی خاطر آپ کی حکومت بھی برداشت کریں گے مگر حضور آیندہ ہمارے بتوں کی مراعات مدنظر رکھیں۔

قریش کا یہ ڈپوٹیشن کسی حیلہ و مکر کی بنا پر نہ تھا۔ اور نہ ہی اس حیلہ سازی سے کوئی فایدہ ہو سکتا تھا۔ کیونکہ آنحضرت صلعم اس وقت مال و دولت۔ طاقت۔ دنیوی وجاہت سے تہیدست تھے۔ وہ کونسی خطرناک طاقت نبی کریم کے پاس تھی جو آپ قریش مکہ کے خلاف استعمال کرنیکو تھے کہ عماید قریش اس حیلہ سازی کے ذریعہ آپ سے بچنا چاہتے تھے؟ اس لیئے جیسا آثار میں آیا ہے۔ یہ وفد قریش کا بالکل صحت نیت اور صداقت کو لیکر آیا تھا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا وہ شخص جو ان تینوں پیش کردہ امور سے بالکل تہیدست ہے اور یہ وہ امور ہیں جن کے حصول کیلئے دنیا بھر کی انسانی کوششیں لگی ہوئی ہیں قبول کرتا ہے یا نہیں۔ اگر تو اس کی نصب العین دنیائے دنی ہوگی تو وہ ضرور قبول کریگا۔ اور اگر اس کی نگاہ اس دنیا سے ... اور محض دین حق کی اشاعت ہی مدنظر ہے تو اس کا جواب وہی ہوگا جو آپ نے دیا۔ آنحضرت صلعم نے پہلے تو بجواب حٰمٓ کی چند ابتدائی آیات پڑھیں۔ جن میں قرآن مجید کی حقانیت کا بیان ہے۔ اور پھر سورہ محمدؐ کی آیات ذیل تلاوت فرمائیں۔

الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ أَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ ذَٰلِكَ بِأَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَأَنَّ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِن رَّبِّهِمْ یعنے جو لوگ منکر ہو کر خدا کی راہ سے اوروں کو بھی راہ کر رہے ہیں۔ ان کے اعمال سب کے سب ہی اکارت جائیں گے اور جو ایمان لاکر نیک کام کرتے ہیں اور محمد پر نازل شدہ صداقتوں کو قبول کرتے ہیں۔ اور وہ حق ہیں۔ کیونکہ پروردگار کیطرف سے ہیں

ان کی سب کمزوریاں اور بدیاں ان سے دور ہو جائیں گی اسکی وجہ یہ ہے کہ منکرین امور باطلہ کو اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اور ایمان لانے والے اس صداقت کو اختیار کرتے ہیں۔ جو اس نے بھیجی ہے جو رب ہے۔ اور جو وہی باتیں بتلائیگا کہ جس سے انسان کی حقیقی ربوبیت منصور ہے۔ یہ آیات آپنے پڑھیں۔ اور عتبہ سے کہا کہ یہ دو راہ تمہارے سامنے ہیں۔ جس راہ کو چاہو قبول کر لو۔ اب کوئی سلیم دل ان امور ثلثہ پر غور کرے جو وفد قریش نے صحت نیت اور صدق دل سے پیش کئے۔ اور پھر اس جواب پر غور کرے جو بلا تامل دیا جاتا ہے۔ اور پھر اس خطرناک محتاجی بیکسی بے زری بے یاری پر غور کرے جو اس وقت آں حضرت کے شامل حال تھی۔ اور جو قریش کی استدعا قبول کرنے پر دور ہو سکتی تھی۔ پھر یہ بھی غور کرے کہ اہل وفد کس دل و گردہ اور عزت کے انسان تھے۔ اور ان کے سوال کو رد کر دینا کسقدر خطرناک نتایج کا باعث ہے۔ پھر یہ بھی دیکھ کہ آنحضرت صلعم نے دفع الوقتی کے طور پر یہ نہیں کہا کہ اچھا میں غور کروں گا۔ بلکہ اسی وقت جواب دیا۔ اور جواب کیا دیا؟ ان کی بدعملیاں ان کو جتلا کر اور اس کے نتیجے سے بھی آگہی دیدی۔ اور پھر ساتھ ہی حکیمانہ دلایل بھی دیئے۔ فرمایا یہ تمام چیزیں جو تمنے پیش کیں یہ انسانی پرورش کے لئے ضروری تو ہیں۔ لیکن ان کے حصول کے لئے ان صداقتوں سے انکار کرنا جو انسان کی حقیقی پرورش کے لئے نازل ہوں صریح گمراہی ہے اس لئے جو بالنہار کے بتلائے ہوئے طریق سے منہ موڑتے ہیں ان کے اعمال تو ضایع ہی جائیں۔ ہاں جنہوں نے اس پروردگار کے بتلائے ہوئے طریقوں سے استفادہ کیا۔ ان کی سب کی سب کمزوریاں لازماً دور ہو جائیں گی۔ اور ان کے حالات بھی اچھے ہو جائیں گے۔ اور زمانہ نے دکھلا دیا کہ یہ پیشگوئی آنحضرت کی بالکل سچی ہے۔ اس [illegible] کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ کل کے کل قریش برا فروختہ ہو گئے۔ اور انہوں نے چاہا کہ جس نے اکابرین قریش کی استدعا کو رد کر کے انہیں ذلیل کر دیا ہے۔ اب اس کا خاتمہ ہی کر دیا جائے۔ آپ کا حامی اس وقت سوائے ابو طالب کے اور کوئی نہ تھا۔ وہ سب کے سب ابو طالب کے پاس گئے اور اس کو اطلاع دی کہ تم تیرے بھتیجے کے ہاتھ سے اب تنگ آ چکے ہیں اور تیرے پاس اب آخری فیصلہ کیلئے آ گئے ہیں۔ یا تو اس کا ساتھ چھوڑ دے یا ہم سے برسر جنگ آمادہ ہو جا۔ ابو طالب اس دھمکی کے معنے سمجھتا تھا۔ اس نے آنحضرت صلعم کو بلایا اور کہا کہ اے میرے بھائی کے بیٹے اب میں ضعیف ہو گیا مجھ پر اسقدر بوجھ نہ ڈال۔ کہ جس کو میری ضعیف اور بوسیدہ ہڈیاں نہ اٹھا سکیں۔ تیرا دین سو تیرا دین۔ لیکن تو ظاہر طور پر ان کے معبودوں کی مخالفت چھوڑ دے۔ اللہ اللہ کیا وقت ہے اور کیا بیکسی ہے آئی ہوئی دنیا تو اس طرح گنوا دی۔ اور جو برائے نام رہی سہی ہے بھی وہ اب جاتی ہوئی نظر آتی ہے یہ ایک سخت سے سخت اور کڑے سے کڑا امتحان ہے۔ آپ کی نصب العین اگر دنیا ہوتی تو خطرہ نہ ہوتا۔ وہاں نگاہیں کسی اور ہی امر پر تھیں۔ آپ نے نہ صرف سادے لفظوں ہی میں جواب دیا بلکہ یہ بھی کہدیا کہ وہ چیزیں جن کے وجود سے کل دنیا کی آسایش وابستہ ہیں۔ میں خدا تعالیٰ کے لئے ان کو بھی چھوڑ دینے پر مستعد ہوں۔ فرمایا:۔

”اے چچا اگر تو آفتاب میرے داہنے اور ماہتاب میرے بائیں طرف رکھکر مجھے روکنا چاہے تو بھی میں نہیں رک سکتا۔ یا تو خدا تعالیٰ میری صداقت کو دنیا پر قایم کر دیگا یا میں اس راہ میں فنا ہو جاؤنگا“۔

ایک نادان اس جواب میں آفتاب و ماہتاب کا ذکر کرنا شاید حسن بیان کا ایک انداز سمجھے۔ لیکن اگر وہ ماہیت اشیاء پر غور کرے تو اس کو سمجھ آ جائیگی کہ نبی کریم نے اس جواب کے وقت عتبہ کی پیش کردہ باتوں کو ذہن نشین کر لیا تھا۔ کون نہیں جانتا کہ کل کائنات کا وجود خصوصاً زمین اور اس میں جو کچھ ہو رہا ہے اسکا وجود ایک آفتاب کے وجود سے کہاں تک وابستہ ہے۔ ہمارے تمام اغذیہ ملبوسات اور جملہ سامان آسایش و آرام آفتاب کی روشنی اور حرارت سے ہی ایک حد تک پیدا ہوتی ہیں۔ اور نشو و نما پاتی ہیں۔ اور ایسا ہی ماہتاب کو بھی ان کے قیام اور نشو و نما میں ایک حد تک تعلق ہے۔ امور عجیبہ قدرت میں نیرین کو بہت بھاری دخل ہے۔ اسی لئے تو یہ نیرین درخشاں بعض اقوام کا معبود ٹھہرائے گئے ہیں۔ اور تو اور ہندوستان کا منتری بھی جو ہر شام کو ایک مذہبی ہندو بھائی کے ورد زبان ہر شام کو ہوا کرتا ہے۔ وہ منتر سورج دیوتا کی تعریف میں ہیں۔ جن میں سورج کو تمام مظاہر قدرت کا بڑا سردار اور افسر مانا گیا ہے۔ اور اسی لئے صبح کے وقت سورج کو پانی بھی دیا جاتا ہے۔ الغرض ہماری تمام دنیا کی تمام آسایشوں اور راحتوں اور کل کی کل دنیوی محبوبات و مطلوبات کا سرچشمہ آفتاب و ماہتاب ہے۔ اس لئے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ دنیا اور دنیا کی چیزیں کیا۔ اگر دنیوی چیزوں کی سرچشمے بھی میرے حوالے کر دیئے جائیں تو بھی میں اس امر کو نہ چھوڑ سکتا۔ جس کے لئے خدا نے مجھے مامور کیا ہے۔

آں حضرت صلعم کی زندگی کا یہ واقعہ ایک منصف مزاج کیلئے سوال زیر بحث کے فیصلہ کیواسطے کافی ہے۔ لیکن ایک منشکی طبیعت اس موقعہ پر یہ کہہ سکتا ہے کہ نبی کریم کوئی عالم الغیب تو نہیں تھے [illegible] کہ آپ آگاہ ہو سکتے۔ اول تو ممکن ہے کہ عتبہ کی یہ چال ہی ہو اور نبی کریم اس سے کسی طرح پر آگاہ ہو گئے ہوں۔ اور اگر چال نہ بھی تو آپ نے اسے چال ہی سمجھا ہو۔ اور خیال کیا ہو۔ کہ اگر میں نے ان کی بات مان کر ان سے وعدہ کر لیا کہ میں آیندہ بتوں کے خلاف زبان نہ کھولوں گا۔ اور [illegible] پوری نہ کی۔ تو پھر اصلی غرض کہاں گئی۔ اور ذات کی ذلت الگ ہوگی۔ واقعات و حالات پیش آمدہ کے مقابل یہ قیاس ایک ارذل قیاس ہے لیکن ہم اس کے امکان سے انکار نہیں کرتے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ اگر آں حضرت کی کوشش کی غرض دنیا اور اس کے لوازمات کا حصول تھا اور عتبہ کے ڈیپوٹیشن پر یہ موقعہ آمیز بالفرض غلط فہمی تھا کہ [illegible] الواقعہ وہ چال ہی تھی جسکو آپ سمجھے گئے۔ تو جب بعد میں دنیا خود آپ کے قدموں میں آ گئی تو اس وقت آپنے کیوں اس کی عزت و قدر نہ کی۔ واقعات مندرجہ بالا پر چند اور سال گذر جاتے ہیں اور آپ کی فتح و نصرت شروع ہو جاتی ہے۔ قوموں کی قومیں آپ کا مشن قبول کرتی ہیں۔ ہر طرف سے زر و جواہر کے خزانے مدینہ کیطرف آ رہے ہیں۔ خوبصورت سے خوبصورت عورتیں ہر ہمت خوردہ قوموں کی غلامی میں حاضر ہیں۔ کل کے کل صحابہ رضؓ کیا مہاجر کیا انصار خزاین دنیا سے مالا مال ہو رہے ہیں۔ ایسے وقت میں دیکھنا یہ ہے کہ آنحضرت صلعم خود اور اس کے خاص اقربا کہاں تک دنیا اور لوازمات دنیا سے منتفع ہو رہے ہیں۔

ایک دن مال غنیمت میں نقد و جنس لونڈیاں غلام کثرت سے آئے اور خدا کے رسول کو انہیں مستحقین میں تقسیم کرتے ہوئے دن گذر گیا۔ جناب علی بھی یہ سیر دیکھتے دیکھتے آخر کار اپنے گھر کو گئے۔ آگے سیدۃ النساء بنت رسول صلعم اپنے ہاتھ سے آٹا گوندہ رہی ہیں۔ اور اپنی تکلیف کی شکایت کر رہی ہیں۔ علی فرماتے ہیں کہ کیوں اپنے باوا جان کے پاس نہیں جاتیں۔ آج تو وہاں مال غنیمت کی کمی نہیں بہت سے غلام و لونڈیاں بھی غنیمت میں آئی ہیں۔ جاؤ کچھ لے آؤ۔ اور آئے دن کی تکالیف کا خاتمہ کرو۔ آخر جب اوروں کو دیا جاتا ہے تو ہم اہلبیت سے ہیں۔ سیدۃ النساء خوش خوش یہ سنکر آں حضرت کے گھر تشریف لیجاتی ہیں۔ لیکن آپ کو گھر میں نہ پاکر اپنا پیغام عائشہ صدیقہ رضؓ کو دے آتی ہیں۔ آں حضرت واپس آئے اور صدیقہ رضؓ سے اطلاع پیغام پاکر سیدہ جناب فاطمہ کے پاس چلے گئے۔ چارپائی پر ایکطرف فاطمہ اور ایک طرف علی کو لئے بیٹھ گئے۔ اور فرمایا کہ بنت رسول لونڈیاں اور مال تو جن کے لئے آتا ہے اور جن کو ان کی ضرورت ہوتی ہے انہیں دیدیا جاتا ہے۔ ہاں میں تم کو ایک بات بتلاتا ہوں کہ جس سے تجھے ان لونڈیوں وغیرہ کی کوئی ضرورت و حاجت باقی نہ رہے۔ تم نماز تو پڑھا ہی کرتی ہو ہر نماز میں فرضوں کے بعد ۳۳ دفعہ سبحان اللہ ۳۳ دفعہ الحمد للہ اور ۳۴ دفعہ اللہ اکبر پڑھا کرو۔

ایک نادان اور ناواقف انسان اس فرمانے کو شاید طفل تسلی ہی سمجھے۔ لیکن الہیات و روحانیات سے واقف خوب سمجھیں گے کہ آں حضرت صلعم نے اپنی بیٹی کو وہ گر بتلا دیا۔ کہ جس سے یا تو وہ ان امور مطلوبہ کی مالک ہو جائے یا انکی احتیاج سے ہی آزاد ہو جائے۔ تسبیح و تحمید و تکبیر جس کا ورد مسلمانوں کو رہتا ہے اور جن میں ان تعلقات کا اظہار رہتا ہے کہ جو ایک عاجز انسان اپنے خالق اور رب سے رکھتا ہے۔ اگر اس پر غور کیا جائے اور ساتھ ہی تخلقوا باخلاق اللہ کے حکم کے ماتحت اس بات کو بھی سوچا جائے کہ ایک انسان کا فرض ہے۔ کہ ان اخلاق کو اپنے اندر بحیثیت انسانی پیدا کرے جو خدا کے اخلاق ہیں اور اس کے لئے دست بدعا رہے تو سے آنحضرت کے اس فرمانے کی حقیقت سمجھ میں آ جائیگی۔ ہم کو قرآن نے یہ سکھایا ہے کہ جب ہم خدا تعالیٰ سے کوئی چیز مانگیں تو اپنی دعا میں خدا کی اس صفت کا ذکر کریں جو ہمارے سوال سے تعلق رکھتی ہو۔ اور پھر انسانیت عبدیت کے مناسب حال صفات اللہ کا ظہور اپنے اندر ہونے کے بھی ملتجی ہوں۔

یہ امر ظاہر ہے کہ جن جن احتیاجوں کے دفعیہ میں ہم کو روپیہ پیسہ لونڈی غلام اور دیگر لوازمات خانگی کی ضرورت

ہوتی ہے - خدا تعالیٰ کی ذات ان سب سے پاک ہے اس لئے آنحضرت صلعم اپنے نور العین کو فرماتے ہیں کہ جن جن جسمانی تکالیف میں تو ہے اور جو جو احتیاجیں تجھکو اسوقت لاحق ہیں اور جن کے دفعیہ کے لئے مجھ سے لونڈی غلام کا مطالبہ ہے ان سب سے خدا پاک ہے اس لئے تو سبحان اللہ پڑھ اور اس تسبیح کے ساتھ جناب خدا میں بصورت حال یہ عرض کر کہ مولا تو تو ان احتیاجوں سے پاک ہے کچھ ایسے اسباب ہمیں بھی مہیا کر دو کہ ہم بھی ان احتیاجوں سے پاک ہو جائیں - اور سبحان اللہ کے بعد الحمد للہ کہکر ان حالات کے پیدا ہونیکی دعا خدا تعالیٰ سے کر کہ جن کے موجود ہو جانے پر انسان کے دل سے سچی الحمد نکلے - اور مولا تو تو اکبر ہے اور باقی کل دنیوی چیزیں چھوٹی چھوٹی ہیں یہ رنگ ہم میں بھی پیدا کر دے کہ یہ کل چیزیں جنہیں مہمات دنیا کا متکفل سمجھا جاتا ہے ہماری نگاہ میں اصغر ہو جائیں اور ایک اللہ اکبر ہی ہمارا مدعا اور نصب العین ہو۔

الغرض اگر دنیا اس لئے کمائی جاتی ہے کہ اس سے انسان اپنے آپ کو اور اپنے متعلقین کو آسائش میں رکھے - تو اسوقت وہ دنیا تو ہاتھ میں آ گئی ہے - اس دنیا کو خود ہی مستحقین میں تقسیم کر رہے ہیں - اور ساتھی بھی اس قسم کے ہیں کہ اگر وہ کُل کا کل مال اپنے یا اپنے متعلقین کے مصرف میں لے آئیں تو انہیں اعتراض کیا عین راحت ہو - مال غنیمت کی عورتیں کیا اگر وہ اپنے ان کی عورتیں مانگے تو فوراً طلاق دیکر اس کے حوالے کر دیں - ان حالات پر بھی ان کی عزیز سے عزیز لڑکی احتیاج میں ہے - اور وہ اُسے وہ چیز نہیں دینی چاہتا جس کو وہ خود اپنے لئے پسند نہیں کرتا - خیر یہ اپنے لخت جگر معاملہ ہے - اس کے اپنے گھر کا نقشہ ان ایام میں دیکھو تو جب اس کے سب رفقا مالا مال ہو رہے ہیں - اس امر کا شاہد حضرت عائشہ سے معتبر اور کون ہو سکتا ہے - جنہے ایک صحابی کے سوال پر فرمایا کہ خیبر سے فصل پر کچھ جو آ جاتے ہیں جن کو آں حضرت مختلف گھروں میں تقسیم کر دیا کرتے ہیں - ان جوؤں کو ہم خود کوٹ کر پیسکر آٹا بنا لیتے ہیں - اور منہ کی پھونک آرد جو پر سے بھوسی کو دور کر لیا جاتا ہے - کہیں کھجوریں سرکہ یا شہد میسر آ گیا تو وہ سالن کا کام دیدیتے ہیں - ورنہ خیر نان جویں پر ہی گذارا ہو جاتا ہے - یہ گذر ہے اس گھر کی جس کا مالک جب مسجد اقصےٰ میں آتا ہے تو اس کے سامنے مولیٰ چاندی کا ڈھیر ہوتا ہے - اس میں شک نہیں کہ وہ اس ڈھیر میں سے ایک خمس اپنے لئے الگ کر کے باقی کل نقد و جنس مستحقین میں تقسیم کر دیتا ہے - لیکن وہ تو مسجد اقصےٰ کو چھوڑتا ہی نہیں جب تک اس خمس کو بھی وہیں نہیں بانٹ لیتا تو وہ ایک ایسے ہی موقعہ پر ابن عباس کہتا ہے - اچھا جسقدر تم خود اُٹھا سکو سیم و زر اُٹھا کر گھر لیجاؤ - ابن عباس اپنی ایک چادر بچھا کر ایک بڑی گٹھڑ سیم و زر کا تیار کرتا ہے - لیکن جب اس کے اٹھانے کیلئے کسی اور کی مدد مانگتا ہے تو حکم ہوتا ہے کہ یہ شرط نہیں تم نے تو خود ہی بلا امداد غیرے اٹھانا ہوگا - خیر دو چار دفعہ اپنے بوجھ کو ہلکا کر کے ابن عباس جو کچھ لیجاتا ہے - وہ کسی کو امیر الامرا بنانے کے لئے کافی ہوتا ہے - ایک دن ایک یہودی بھی کہیں سے آ نکلتا ہے - اور سامنے ایک پہاڑ کو دیکھتا ہے - جسے اونٹ بھیڑ بکری مویشی نے معمور کر رکھا ہے - حسرت سے کہتا ہے کہ محمدؐ تو بڑا مالدار ہو گیا ہے جس پر آنحضرتؐ فرماتے ہیں - کہ جا یہ سب مال و املاک تجھکو بخشدیا - اس بے نفسی اور فیاضی کا لازمی نتیجہ یہ تو ضروری تھا کہ وہ یہودی فوراً مسلمان ہو گیا -

لیکن ہمارا مطلب اس مال و دولت کا اندازہ کرنا ہے جو آں حضرت صلعم کے خزانہ میں ہر روز آ رہی ہے - اور اس کا ایک پانچواں شرعاً اور عرفاً آپ کا ہے - لیکن گھر کی حالت یہ ہے کہ آرد جو سے بھوسی کو اُڑانے کیلئے چھلنی تک بھی میسر نہیں - بیویاں اپنے مقدس شوہر کی اس داد و دہش کا حال سنکر ایکدن عرض کرتی ہیں - کہ حضور کچھ ہمیں بھی ملنا چاہیئے آپ فرماتے ہیں کہ اگر خدا اور خدا کا رسول تمہارے لئے کافی نہیں تو تم سب مجھ سے بطریق معروف رخصت ہو سکتی ہو -

یہ آسائش تو آں حضرت کی زندگی میں رہی - اب ہم دیکھتے ہیں کہ اس جہان سے رخصت ہونے پر وہ کس قسم کی جایداد ورثہ میں اپنے ورثا کے لئے چھوڑتا ہے - آپؐ نے حضرت عائشہ کے گھر میں وفات پائی - گھر کے اسباب میں علاوہ کھانے پکانے کے برتنوں کے جن میں اکثر ظروف گلی ہیں ایک بوسیدہ بوریہ بھی ہے جو اس وقت مرض الموت میں بستر کا کام دے رہا ہے - ہاں ایک زرہ اور ڈھال بھی ہے - لیکن وہ تو ایک یہودی کے ہاں گروی ہے - انتقال فرمانے سے کچھ وقت پہلے آپ پوچھتے ہیں کہ کچھ نقد گھر میں ہے - عائشہ جواب میں فرماتی ہیں - کہ ہاں چند درہم ہیں - آپ کہتے ہیں کہ

نحن معاشر الانبیاء لا نورث ولا نرث

ہم انبیاء کا گروہ نہ دنیوی ورثہ کچھ پاتے ہیں - اور نہ دنیوی ورثہ کسی کے لئے چھوڑتے ہیں - ان درہموں کو راہ خدا میں دیدو فالحمد للہ یہ خاتمہ ہے اس شہنشاہ کا جسکے فوت ہونے سے پہلے پہلے کے سال مال و دولت نقد و جنس اس کے قدموں میں نثار ہو رہا تھا - اور وہ آگے آگے جاتا تھا - دولت پیچھے پیچھے قدم چومنے کو آتی تھی - اور جس نے جسطرح عالم شہود میں دنیا اور لوازمہ دنیا کو آتے ہوئے دیکھکر خدا کے مقابل لینے سے انکار کیا ... طرح جب خدا نے اس دنیا کا مالک اُسے کر دیا تو اس نے اس وقت بھی اس سے کنارہ کیا -

اب خدارا کوئی محقق منصف مزاج نقاد ہمکو بتلا دے کہ ان واقعات کے ہوتے ہوئے آیا نبی کریم صلعم کی مساعی جمیلہ کا محرک دین ربانی کی اشاعت تھی یا دنیا - اور انکی شوکت - اگر خدا کا نام دنیا میں قائم کرنا آپ کے مد نظر نہ تھا - اور صرف حصول جاہ و دولت ہی آپ کا نصب العین تھا تو پھر دنیا تو آپ نے وقت ملتی تھی - جب آپ تنہا ... تھے اور جسکے بعد متواتر بارہ پندرہ سال تک آپ نے جد و جہد کی اور تکالیف شاقہ برداشت کیں - کیوں نہ ... کے ... بڑا اسیوقت اس دنیا کو لیکر آیندہ کی تکالیف کا خاتمہ کر دیا ... اگر اسوقت حکمت میں غلطی ہوئی تھی تو پھر جب دنیا آ گئی تو انہوں نے اپنے پر حرام کر لیا کیوں بطور حصہ رسدی جو میسر آتا تھا اُسے بھی قبول نہ کیا معاذ اللہ کیا آپ کو جنون تھا - آپ کی حکیمانہ تعلیم اور اس کے علمی اور حکمیہ نتائج جو دنیا پر ظاہر ہوئے - آپ کو دنیا کے فرزانوں کا سرتاج قرار دیتے ہیں - پھر یہ کیوں ہوا - اسی لئے کہ دنیا آپ کے نصب العین نہ تھی - آپ کی دنیا تو یہ تھی - کہ خدا کا نام دنیا میں روشن ہو دنیا سے عناصر پرستی - اجرام پرستی - اصنام پرستی - انسان پرستی اور اوہام پرستی کا خاتمہ ہو - یہ ساری باتیں آپ نے کیں اور آپ کو وہ دنیا ملگئی تو پھر اس ہیچکارہ دنیا سے آپ کو کسطرح کا تعلق ہوتا -

کمال الدین احمدیہ بلڈنگ لاہور

شان محمدی

بہت یونہی دنیا کو گذری تھیں صدیاں
یکایک ہوئی غیرت حق کو حرکت
ادا خاک بطحا نے کی وہ ودیعت
ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا
ہوئے محو عالم سے آثار ظلمت
نہ چھٹکی مگر چاندنی ایک مدت
یہ چالیسویں سال لطف خدا سے
وہ نبیوں میں رحمت لقب پانیوالا
مصیبت میں غیروں کے کام آنیوالا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ
خطا کار سے درگذر کرنے والا
مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا
اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
مس خام کو جس نے کندن بنایا
جہاں جسپہ تھا جل ترنوں سے چھایا
رہا ڈر نہ بیڑے کو موج بلا کا
نئی اک لگن سب کے دل میں لگا دی
پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے
کھلے تھے نہ جو راز اب تک جہاں پر
اچھوتا تھا توحید کا جام اب تک
یہ سنتے ہی تھرا گیا گلہ سارا
کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق
اسی کے ہیں فرماں اطاعت کے لائق
لگاؤ تو لو اپنی اس سے لگاؤ
اسی پر ہمیشہ بھروسہ کرو تم
اسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم
مجھے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی
بتا اصل مقصود کا پا گیا جب
محبت سے دل ان کا گرما گیا جب
سکھائے معیشت کے آداب ان کو
جتائی انہیں وقت کی قدر و قیمت
کہا چھوڑ دینگے سب آخر رفاقت
نہ چھوڑیگا پر ساتھ ہرگز تمہارا
غنیمت ہے صحت علالت سے پہلے
جوانی بڑھاپے کی زحمت سے پہلے
فقیری سے پہلے غنیمت ہے دولت

کہ چھائی ہوئی تھیں گھٹائیں ... پہ یا ...
بڑھا جانب بوقبیس ابر رحمت
چلے آتے تھے جسکی دیتے شہادت
دعائے خلیل اور نوید مسیحا
کہ طالع ہوا ماہ برج سعادت
کہ تھا ابر میں ماہتاب رسالت
کیا چاند نے کھیت غار حرا سے
مرادیں غریبوں کی بر لانیوالا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانیوالا
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ
بد اندیش کے دل میں گھر کرنیوالا
قبائل کو شیر و شکر کرنے والا
اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا
کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
پلٹ دی بس اک آن میں اس کی کایا
ادھر سے اُدھر پھر گیا رُخ ہوا کا
اک آواز میں سوتی بستی جگا دی
کہ گونج اٹھے دشت و جبل نام حق سے
وہ دکھلا دیئے ایک پردہ اٹھا کر
خم معرفت کا تھا منہ بند اب تک
یہ راعی نے للکار کر جب پکارا
زبان و دل کی شہادت کے لائق
اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق
جھکاؤ تو سر اسکے آگے جھکاؤ
اسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم
اسی کی طلب میں مرو جب مرو تم
کہ بندہ بھی ہوں اسکا اور ایلچی بھی
سبھاں انہیں توحید کا ... جب
نقش ... دولت کا ... جب
بڑھائے تمدن کے سب ...
دلائی انہیں کام کی ...
ہر فرزند و زن ...
بھلائی میں ...
فراغت ...
اقامت مسافر کی رحلت ...
جو کرنا ہے کر لو ...

کیا ہم غیر احمدیوں میں ملسکتے ہیں؟

ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار

مندرجہ عنوان سوال مختلف رنگوں سے ہماری جماعت کیلئے قابل غور سوال ہو گیا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ پچھلے دنوں ہمارے مکرم بھائی ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح مد ظلہ العالی سے ایک سوال کیا تھا جسکے جواب میں حضرت نے فرمایا کہ ہمارے اور مخالفین کے درمیان اصولی اختلاف ہے۔ اس پر المنیر جھنگ میں ایک مخالفانہ سلسلہ مضامین شایع کرنے کی دھمکی دی گئی ہے۔ ایسی دھمکیوں کی نہ ہمیں پرواہ ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔ جب سے اللہ تعالے نے اس سلسلہ کو قایم کیا۔ بہتوں نے اس کی مخالفت میں کمر باندھی بہت سے راہ میں ہلاک ہو گئے۔ کتنے ہی توبہ کر کے ساتھ آملے اور بعض تھک کر رہ گئے۔

اخبار وطن نے اس بحث میں بھی بڑھکر جرأت کی۔ اور اسکا نام خطرناک اجتہاد رکھکر لکھتا ہے کہ "یہ خبر بڑے افسوس سے سنی جائیگی کہ قبلہ حکیم نور الدین صاحب مقتدائے جماعت احمدیہ نے پچھلے دنوں پیہم دو دفعہ بصراحت تمام ظاہرا اور عام طور پر اعلان کیا کہ احمدی دوسرے مسلمانوں کو اصولاً کافر سمجھنے پر مجبور ہیں۔ اور نہ ان کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں اور نہ ان کو مسلمان ہی سمجھ سکتے ہیں۔ نیاز مند ایڈیٹر وطن اس از حد مضر اجتہاد کی نہایت خوفناک مضرت کیطرف نہ صرف قبلہ حکیم صاحب بلکہ لاہور کے بزرگترین احمدی احباب خواجہ کمال الدین سید ڈاکٹر محمد حسین۔ اور مرزا یعقوب بیگ صاحبان کو بھی باادب خاص توجہ دلا کر التماس کرتا ہے کہ جسطرح یونیورسٹی تسلیم کے متعلق انکی جماعت نے خالص اسلامی وسیع النظری سے کام لیا ہے اسی طرح عبادات و معاملات اور باہمی میل جول کے معاملہ میں بھی صحیح اسلامی اخوت سے کام لیں۔ اس اجتہاد نے قبلہ حکیم صاحب کے کئی سچے مداحوں کو بھی متردد بنا دیا ہے"

وطن کی یہ رائے نہایت ناعاقبت اندیشی پر مبنی ہے اور ہمارے معزز دوستوں کیلئے اس ایمان اور اخلاص کے مقابلہ میں جو وہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح سے رکھتے ہیں گو نہ ہتک آمیز ہے۔ ان کی رائے ان کے ارادے حضرت امیر المومنین کے حضور مٹ چکے ہیں۔ اور وہ اپنے تئیں ایک پتلی تصور کرتے ہیں جس طرح پر چاہا ان سے کام لے لیا۔ گر وطن انہیں گویا اس حیثیت میں دیکھتا ہے کہ وہ امیر المومنین کو اپنے کسی اجتہاد کو واپس لینے کے محرک ہو سکتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر کسی احمدی کی کوئی توہین نہیں ہو سکتی۔ ہمارے محترم دوست ایک منٹ کیلئے بھی روا نہیں رکھ سکتے۔ کہ انکے متعلق وطن ایسی خطرناک رائے ظاہر کرے یا وہ اپنے امام کے اجتہاد کو مضر اجتہاد کہہ سکیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح کو اسبات کی کیا پروا ہے کہ انکے مداح ان سے متردد ہوں اور وہ بھی امر حق کے اظہار پر۔ کیا انکے لئے یہ پہلا تجربہ ہے۔ انہوں نے اپنے ہزارہا مداحوں کو اسوقت دشمن بنا لیا جب وہ کمبل پوش ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آستانہ پر آ بیٹھے تو اب اگر کوئی ان سے بگڑے تو

کیا وہ حق کو چھوڑ دیں گے؟

این خیال است و محال است و جنون۔ وطن کو اپنا معاملہ یاد کرنا چاہیئے جب اس نے ریویو کے متعلق ایک معاہدہ کرنا چاہا تھا اور اسکی اشاعت کیلئے بھی تحریک کی تھی۔ اسوقت احمدی سلسلہ کے محترم بانی نے

کیا نمونہ دکھایا تھا؟

اس نے بتا دیا تھا کہ سلسلہ کو پیش کرنیکے بغیر وہ تبلیغ کے حق میں نہیں ہے اور اسکی ذات کو پیش کرنا اسلام کو پیش کرنا ہے۔ ہم منافقانہ زندگی بسر نہیں کر سکتے کہ محض نمایش کیلئے اپنے مخالفوں سے ملیں۔ اور اپنے امام کی ایسی بین نظیر کو سامنے رکھتے ہوئے احمدی قوم اس خطرناک غار میں نہیں گر سکتی۔

جہاں اس کی ہستی مٹ جاوے

مسلمانوں میں اتفاق اور اتحاد کی ضرورت ہے اور سب سے زیادہ اس اتحاد کیلئے تڑپ رکھنے والے ہم ہیں۔ لیکن اتفاق کیلئے جو صورت ہو سکتی ہے وہ یہی ہے کہ کل مسلمان

ایک امام کے پیچھے ہوں!

جب تک وہ ایک امام کے ساتھ اپنا تعلق پیدا نہیں کرتے اور اسکے حکم یا اجتہاد کو قطعی اور درست نہیں مانتے۔ اس وقت تک انہیں اتفاق نہیں ہو سکتا۔ اور اگر بگفتن ہوگا بھی تو وہ نہایت مضر اور خطرناک ہوگا۔ جو انکی عصبیت اور حمیت دینی کے جذبات کو خاک میں ملا دیگا اور پھر اسکا اثر یہ ہوگا۔ کہ محض قومی تعویت کے خیال سے انہیں غیر مسلم لوگوں کے سامنے بھی اپنے مذہبی معتقدات کے اظہار کی جرأت نہ ہوگی وطن اگر یورپی طریق پر ایک نیشن بنانا چاہتا ہے تو اس کے معنے دوسرے الفاظ میں یہ ہوں گے کہ وہ گویا (نعوذ باللہ) اسلام ہی کو مٹانا چاہتا ہے۔ احمدی سلسلہ مسلمانوں میں اس سپرٹ کے پیدا کرنے کے حق میں نہیں وہ انکی مذہبی حمیت کو موثر بنانا چاہتا ہے۔ اور یہ نہیں ہو سکتی۔ جب تک انکے اور غیروں میں امتیاز نہ ہو۔ انکی مساعی جمیلہ اور اشاعت اسلام کا جوش اسی وقت تک رہ سکتا ہے جب [illegible] ہے۔ احمدی سلسلہ مسلمانوں کو اپنی [illegible] کرنا چاہتا ہے۔ وطن اور اس کے ہم خیال [illegible] حوصلہ ہیں۔ تو وہ کیوں ہم میں آکر جذب نہیں ہوتے۔ کیونکہ جب وہ ہمیں مسلمان سمجھ کر اپنے ساتھ ملاتے ہیں تو خود انہیں [illegible] ملنے میں کیا دقت ہے؟

احمدی قوم اصرار کا [illegible] اور امام خدا تعالے کے فضل سے ایسی غلطی نہیں کر سکتے کہ وہ اپنے امام اور مطاع مغفور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی

پچیس برس کی کوششوں کو خاک میں ملا دیں

اللہ تعالے اس دن ہم پر نہ لاوے کہ ہم اس [illegible] اپنے ہاتھ سے لگائے ہوئے پودے کو اس پانی سے سینچیں جو اس کے لئے زہر ہلاہل ہے۔ مسلمانوں نے ہمیں آپ الگ کیا۔ ہم کب ان سے جدا ہوئے؟ انہوں نے آپ کفر کے فتوی دیئے۔ اور یہاں تک دشمنی کی کہ مردوں کو ہمیں گورستان میں دفن کرنے سے منع کیا۔ مسجد جو خدا کا گھر ہے اور ساری زمین مسجد کا حکم رکھتی ہے اس سے بھی نکال دیا۔ لاہور میں تو تازہ مثال موجود ہے۔ اور ہمیں کافر کہنے والوں کو کافر کہا۔ اور جو دیر بنیں وہ گذشتہ تیرہ صدی کی تاریخ ہیں

خون میں لکھی ہوئی ہیں؟

اب ہم ان تمام باتوں کو بھول کر پھر اسی گڑھے میں گریں جہاں سے ہمیں خدا کے فضل نے نکالا تھا۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ ہم محض ان تکلیفات کیوجہ سے مخالفین سے جدا نہیں ہونے بلکہ یہ ہے کہ جنہوں نے ہمیں الگ کیا ہے اب انکا ہی فرض ہے کہ وہ اپنی غلطی کا اعتراف کریں۔ اور جیسے زور سے کفر کا فتوی دیا تھا اب اسی جوش کے ساتھ وہ اعلان کریں کہ احمدی جماعت کو

کافر کہنے والا خود کافر ہے اور احمدی جماعت مسلمان ہے، حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود ماننے یا مسیح کی وفات ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوتا۔

جب یہ اعلان وہ لوگ جنہوں نے کفر کا فتوی دیا تھا دیدیں گے تو پھر احمدی اور دوسرے مسلمان آپ ہی مل جائیں گے۔ اور جب تک ایسا اعلان نہ ہو نا ممکن ہے کہ احمدی ملسکیں۔ اغراض مشترکہ میں شریک ہونا کسی تحسین کے لئے نہیں اور نہ عوام کی ہمدردی حاصل کرنے کیواسطے۔ بلکہ

محض خدا کی رضا کیلئے

پس وطن اور اسکے ہمصفیر یاد رکھیں کہ وہ حضرت امیر المومنین کے اجتہاد کو مضر یا خطرناک اجتہاد کہہ کر ہمارے دل نہ دکھائیں۔ وہ اپنا کام کرتے جائیں اور

ما را بکفر ما کلالا

پر عمل کرتے رہیں۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ اس سوال کو بار بار چھیڑا کیوں جاتا ہے؟ اور جب چھیڑا جاتا ہے تو ایسے رنگ میں کہ اسکا الزام احمدیوں پر ہو۔ گو یا احمدی ہی تفرقہ اور نفاق چاہتے ہیں۔ بحالیکہ احمدی قوم اپنا نمونہ پیش کرتی ہے اور بتاتی ہے کہ اصل اتحاد کی وہ محرک ہے اور وہی ایک

قوت رکھتی ہے

جو ملا سکتی ہے۔ کیا احمدی قوم میں مقلد غیر مقلد شیعہ اور دوسرے مختلف فرقوں کے مسلمان نہیں آئے؟ اور پھر ان میں کوئی جنگ باقی رہا؟ وہ سب کے سب ایک ہی باپ کے روحانی فرزند کہلاتے ہیں۔ اور ان میں کوئی اختلاف نہیں رہا۔ جو احمدیت سے پہلے خطرناک اختلاف تھا۔ اسی طرح جس قدر لوگ بھی احمدیت میں داخل ہوتے جائیں گے وہ اپنے سارے اختلافوں کو مٹا دیں گے۔

گویا احمدیت صلح کا دروازہ ہے

جو اگرچہ تنگ ہے لیکن جو اس دروازہ سے داخل ہوتا ہے وہ تمام اختلافوں کے بوجھ سے ہلکا ہو کر گذر جاتا ہے۔ اسلئے وطن اگر صلح کی تحریک کرتا ہے تو اسکے لئے بہترین راہ یہ ہے کہ وہ کافر قرار دینے والوں کی غلطی کا اعلان کرائے۔ اور ان سے رجوع کرانے کے بعد وہ احمدیوں سے کہے کہ اب کیا عذر ہے؟ ہم اپنے امام کے اسوہ حسنہ کو نہیں چھوڑ سکتے اور نہ ضرورت ہے۔ معلوم ہوتا ہے یہ باطل مختلف رنگوں سے اپنا سر نکالنے لگا ہے اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسپر تیرکن بحث کیجاوے۔ لیکن ۲۹ مارچ کے الحکم میں کل مضامین اس قسم کے ہوں گے۔ اور اس سوال کے

مختلف پہلوؤں پر بحث کرونگا انشاء اللہ دکھایا جاویگا ۔ کہ احمدی کیا

قوم غیر احمدیوں سے سوائے امورِ مشترکہ امور میں امتیاز رہے میں نہیں ملسکتی

اور اس مضمون ۔ میں اپنی طرف سے بہت کم لکھنے کا موقعہ ہوگا ۔ بلکہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی تحریروں اور بیانات سے اس کو ثابت کرونگا ۔ چونکہ اس وقت ایک عام ہوا چل رہی ہے کہ مسلمانوں کے تمام فرقے اکٹھے ہو جائیں ۔ اور جو طریق پیش کیا جاتا ہے **وہ دینی پہلو سے خطرناک عنصر ہو** ۔ ہیں احمدی قوم کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس طرز عمل کی بابت مختصر الفاظ میں بتا دینا چاہتا ہوں ۔ کہ حضرت [illegible] نے اپنی جماعت [illegible] کے سامنے بھی مسلمانوں سے ہمیشہ الگ ظاہر کیا ہے اور اپنی جماعت [illegible] کے پیش کرتے نہیں کبھی کی ملامت کی پرواہ نہیں کی ۔ ہم اسوۂ [illegible]

احمدی الگ نہیں رہ سکتے ۔ خواہ کوئی اس سے الگ کہے مسلمان [illegible] ہو یا خوش ۔ اس کی ہمیں پرواہ نہیں ہونی چاہیئے ۔ ہاں مخالفین اگر اس ضرورت کو محسوس کرتے ہیں ۔ تو ہمارے لئے انکو ساتھ کم از کم صلح کا وہی طریق ہو سکتا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیغام صلح میں لکھکر دکھایا ہے ۔ اور اس سے استنباط کر کے ہم کہتے ہیں کہ ہمارے مخالف اعلان کردیں کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو اپنے دعوے میں سچا یقین کرتے ہیں ۔ اور ان کو مسیح موعود ماننے والے یا احمدی کہلانے والے کو کافر کہنے والا آپ کافر ہو جاتا ہے ۔ پس جنگ ملامت جاتا ہے اور اگر یہ نہیں تو کیا ہمارا ایمان چھین لینا چاہتے ہو ۔ اور خوشنما طریقوں سے ہمیں گمراہ کرتے ہو ۔ احمدی ایسی باتوں سے بچیں ۔ اور اپنے

امام کے اسوۂ حسنہ کو مدنظر رکھیں ۔ ان تمام امور میں انکا امام جو فیصلہ کرے وہ ان کیلئے طریق فیصلہ ہے نہ کہ ہم اور ہم اپنا امام رکھتے ہیں ۔ اور دوسرے لوگ مطلق العنان ہیں وہ اپنی رائے کو اپنا امام سمجھتے ہیں برخلاف اسکے ہمارے لئے امام کی رائے کے نیچے ہے اور کسی شخص کو ہم میں کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ اس عظیم الشان امر میں آپ فیصلہ کرنیکے لئے متوجہ ہو [illegible] اس مضمون کے مختلف پہلوؤں پر آئندہ اشاعت میں انشاء اللہ پوری بحث کیجاویگی ۔ وباللہ التوفیق ۔

اس مضمون کو ختم کرتے ہوئے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان فقرات کو یہاں نقل کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو آپ نے مرزا [illegible] [illegible] یا درہے کہ جو ہم نے ۔ دوسرے مدعیان اسلام سے قطع تعلق کیا [illegible] اول تو وہ خدا تعالیٰ کے حکم سے تھا نہ اپنی طرف سے [illegible] دوسرے وہ لوگ ریا پرستی اور طرح طرح کی خرابیوں میں حد سے بڑھ گئے ہیں ۔ اور ان کو اپنی حالت کے ساتھ اپنی جماعت کے ساتھ ملانا یا ان سے تعلق رکھنا ایسا ہی ہے ۔ جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈالدیں جو سڑ گیا ہے ۔ اور اس میں کیڑے پڑ گئے ہیں ۔ اسی وجہ سے ہماری جماعت کسی طرح

ان سے تعلق نہیں رکھہ سکتی اور نہ ہمیں ایسے تعلق کی حاجت ہے ۔“

(مکتوب بنام عبد الحکیم خان)

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا۔